

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ الْعَزِيزِ الرَّحِیْمِ
 كَسْبُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
 اَمْ مِمَّا كَسَبْتُمْ



قیمت لائسنس لینے والوں کے لئے
 قیمت لائسنس لینے والوں کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۵۳ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۱ء یکشنبہ مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ جلد ۱۹

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا اہم سلسلہ

مسلمانان کشمیر کے مطالبہ کی حمایت۔ آل انڈیا کشمیری کانفرنس کا اہم
 دلال کمیشن کے متعلق عدم اعتماد کا اہم

المستقیم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈ الرضویہ العزیزہ ۲۷ اکتوبر
 لاہور سے تشریف لائے۔ اور پھر ۲۸۔ کو واپس تشریف لے گئے
 خاندان حضرت سراج موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا کے فضل
 سے خیر و عافیت ہے۔
 کلاؤر کے جلسہ احمدیہ میں جو ۲۹۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء
 کو منعقد ہوا۔ شمولیت کے لئے جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ
 اور دوسرے بہت سے اصحاب گئے۔

میں اقل ترین مطالبات سمجھتی ہے۔ اور اس بات پر زور دیتی ہے
 کہ ہر ماہی نس ہمارا پر کشمیر مزید تاخیر کے بغیر یہ مطالبات منظور
 کر لیں۔ کیونکہ یہ مطالبات ہر ماہی نس کی رعایا کے حقیقی جذبات ہیں
 نیز ظاہر کئے دیتی ہے۔ کہ عدم منظوری مطالبات مسلسل بد امنی۔
 اور بے اطمینانی کا موجب ہوگی۔

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کی سنٹرل سٹیٹنگ کمیٹی
 کا ایک جلسہ ۲۵ اکتوبر برکت علی محمد نال لاہور میں زیر صدارت
 حاجی شمس الدین صاحب منعقد ہوا۔ جس میں دوسری قراردادوں کے
 علاوہ حسب ذیل اہم قراردادیں بھی اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔
 ۱) یہ کانفرنس مسلمانان کشمیر کے مطالبات کو موجودہ حالات

فہرست مضامین خاندانِ نبویہ ۱۹۳۱ء

ذیل میں مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے اس سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شائع ہونے والا پرچہ کتنے اہم اور دلچسپ مضامین پر مشتمل ہے احباب کو چاہیے جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت میں پوری کوشش کریں اور فوراً ایجنٹر صاحب الفضل کو اطلاع دیں کہ وہ کچھ پرچے چاہتے ہیں۔ قیمت

مضمون نگار

مضمون

نمبر شمارہ

مردوں کے مضامین

۱	حریت انسانی کا قائم کرنے والا رسول	۱
۲	شانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲
۳	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگیں	۳
۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو کیا دیا؟	۴
۵	میدے کی روٹی - محبت کے آئینہ	۵
۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قلبی کیفیت	۶
۷	کسلی والیا تیری سدا ہی ہے	۷
۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال شریعت کاملہ ہیں	۸
۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذوق علم	۹
۱۰	شانِ احمد	۱۰
۱۱	رحمۃ للعالمین کی آغوش شفقت	۱۱
۱۲	توحید باری تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۲
۱۳	آسمانی بادشاہت	۱۳
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے یا بادشاہ؟	۱۴
۱۵	حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۵
۱۶	مکمل توحید کی تعلیم دینے والا رسول	۱۶
۱۷	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و حقانیت کے متعلق	۱۷
۱۸	ارباب تحقیق کے ذریعہ اقوال	۱۸
۱۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیروں کی نظر میں	۱۹
۲۰	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقلدوں کے متعلق بعض باتیں	۲۰
۲۱	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر	۲۱
۲۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غلامی	۲۲
۲۳	سید الکائنات و انجاء بالمعنیات	۲۳
۲۴	سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظافت سندی	۲۴

خواتین کے مضامین

۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادگی	۱
۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ خصال	۲
۳	بیکسول کا حامی	۳
۴	میں اپنے محسن نبی پر کیوں نہ قربان جاؤں؟	۴
۵	رحمۃ للعالمین کے احسانات عورتوں پر	۵
۶	دنیا میں عورت کی عزت قائم کرنا تو الٰہی عظیم	۶
۷	رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی کی عزت قائم کی	۷
۸	خدا تعالیٰ کا کامل ترین نبی	۸

مطلبیں

۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادگی	۱
---	---	---

(۲) یہ کانفرنس آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر اور ارکان کا وفد سے شکر بھرا کرتی ہے۔ کہ وہ غریبوں کے کشمیر یوں کی امداد پوری دیانت اور ہمدردی سے کرتے رہے۔ کانفرنس کمیٹی کو یقین دلاتی ہے۔ کہ اس کی مرہبانہ سرگرمیاں ان اصحاب کے نزدیک قابل رہیں۔ جو کشمیر کے صدق دل سے غیر طلب اور ہی خواہ ہیں۔

(۳) کانفرنس کو دلال کمیشن پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ اور کے اخذ کردہ نتائج اور تحقیقات کو غیر تسلی بخش یک طرفہ قابل قبول خیال کرتی ہے۔ اور ہر ہائی نس مہاراجہ صاحب - تصور در خواست کرتی ہے۔ کہ جدید دلال کمیشن کی جگہ تحقیق کے لئے ایسا آزاد کمیشن مقرر کریں۔ جس میں غیر سرکاری مسلم لی اکثریت ہو۔ کیونکہ مجوزہ کمیشن کا صدر ایک ایسا شخص ہے۔ شہرت ہی رائے قائم کر چکا ہے۔ اور جو ڈیشنل ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ہے۔ اور مقدمات فساد کی سماعت کرے گا۔ اور کچھ فیصلہ صادر کرے گا۔

(۴) کمیٹی میں ایسے غیر سرکاری مسلمان شامل ہوں۔ جنہیں کشمیر لان قبول کریں۔ اور جن پر انہیں کامل اعتماد ہو۔

(۵) راجہ صاحب فی الفور ابتدائی حقوق کی منظوری کا اعلان کریں۔

(۶) تمنا سیاسی مقدمات کی سماعت کمیشن کی رپورٹ قبول ہونے تک معطل کر دی جائے۔ تاکہ کمیٹی پر سکون فقہ میں اجلاس منعقد کر سکے

مسلمان کشمیر کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کی ضرورت
 کشمیر جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور ان کا مذہب ہے۔ کیا اس کے لئے آپ کو کچھ کیا ہے؟ آپ کی اور آپ کے دوستوں کا ہزاروں روپیہ ہوا ایک پسیہ اس وقت بڑی قیمت لگتا ہے۔ اور اس مسئلہ کے لئے میں دے سکتا ہوں۔ اس کی پانچ لاکھ روپیہ اور اپنے دوستوں کا چندہ مسلم۔ آف انڈیا لاکھوں کے نام آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے حساب میں ارسال کریں۔ ان میں پچھتانا نہ پڑے۔

۲	نعت رسول کریم	۲
۳	انظہار خیال	۳
۴	کھل الجواہر	۴
۵	حبیبیت حق	۵
۶	مدح حضرت توحید	۶
۷	اسلام اور غلامی	۷
۸	نعتیہ تصنیفیں	۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

نمبر ۵۳ قادیان دارالامان - مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۱ء جلد ۱۹

ہندوؤں نزدیک کامل آزادی کا مطالبہ

اچھوت اقوام پر ہندوؤں کا تشدد

ہندوؤں کا پہلا فرض کیا تھا؟

ہندوؤں میں اگر آزادی اور حقوق طلبی کا صحیح جذبہ پایا جاتا۔ اور وہ ہندوستان کی ترقی اور خوش حالی کی سچی خواہش رکھتے۔ تو ہندوستان کی سب سے بڑی اکثریت برکھنے اور دوسری تمام اقوام کے مقابلہ میں مال و دولت۔ اثر و رسوخ۔ تعلیم و تربیت اور سرکاری ملازمتوں کے لحاظ سے ترقی یافتہ ہونے کی وہ سے ان کا سب سے پہلا اور سب سے ضروری فرض یہ تھا۔ کہ اقلیتوں کے جن حقوق پر انہوں نے خاصانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ انہیں بخوشی دے دیتے۔ جن قوموں کی مدت العمر سے انہوں نے آزادی سلب کر کے انہیں اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ انہیں آزاد کر دیتے۔ اور جو لوگ صدیوں سے ان کے ناقابل برداشت مظالم کا تختہ مشق بنتے چلے آ رہے ہیں۔ جنہیں ذلیل سے ذلیل جیو اتوں سے بھی بدتر انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ اور جنہیں نیکت اور فحاکت میں ڈال رکھا ہے۔ اپنا مذہبی حق سمجھتے ہیں۔ انہیں بھی اپنے جیسا انسان تسلیم کر کے انسانیت کے سارے حقوق دیدیتے۔

عجیب بات

لیکن کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ ہندو ایک طرف تو اقلیتوں کے ساتھ اپنا شرمناک سلوک جاری رکھنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور دوسری طرف ہندوستان کی کامل آزادی کے خواہاں اور ہندوستان کو ترقی یافتہ ممالک کا ہم پایہ بنانے کے دعویدار ہیں۔ ان حالات میں سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی سے ان کی مراد ایسا ہندو راج قائم کرنا ہے۔ جس میں ہندوستان کی دوسری اقوام کو کوئی دخل نہ ہو۔ اور ان کے گلے میں پہلے سے بھی بدتر غلامی اور نیکت کا بوجھ ڈال دیا جائے۔

گاندھی جی کا طریق عمل

اس حقیقت کا اظہار ہندوؤں کے وادہ تائیدہ گاندھی جی کے اس طریق عمل سے بخوبی ہو گیا ہے۔ جو انہوں نے اقلیتوں کے متعلق گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں اختیار کیا ہے۔ انہوں نے صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ کسی اقلیت کو اس کے حقوق دینے کے قطعاً خلاف ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے۔ کہ کسی قوم کی کوئی علیحدہ ہستی قائم ہے۔ لیکن چونکہ ان پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ مسلمانوں کو نظر انداز کرنا ان کے لئے ممکن نہیں۔ اور مسلمانوں نے اپنی کوشش اور سعی سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ قطعاً ہندوؤں کی غلامی کے جوئے کے نیچے آنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے بامر مجبوری ان کے حقوق تسلیم کرنے کا گاندھی جی نے اقرار کر لیا ہے۔ مگر یہ اقرار بھی ضمنی ناموشی ہے۔ کیونکہ گاندھی جی کی کوشش یہی ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھا جائے۔ اسی غرض کے لئے وہ سکھوں کی حالت اور تائید میں اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑے کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔

سکھوں کی علیحدگی کیوں تسلیم کی گئی؟

گاندھی جی کو مسلمانوں کے علیحدہ حقوق کا اعتراف کرنا پڑا۔ کیونکہ اس کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی انہوں نے سکھوں کے علیحدہ حقوق کا اعلان بھی کر دیا۔ اس لئے نہیں کہ مسلمانوں کے بعد سب سے بڑی اقلیت سکھ ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ مسلمانوں کے رستہ میں سکھوں کے سوا اور کسی قوم کو روکا نہ جاسکتا تھا۔ اس طرح مسلمانوں اور سکھوں کا تصادم کرنے سے انکی غرض محض یہ ہے۔ کہ جن دو اقلیتوں کے علیحدہ حقوق انہیں تسلیم کرنے پڑے۔ ان کے پتے بھی کچھ نہ پڑنے دیں۔ اور بات وہ ہیں کی وہ ہیں۔ کہ سب کچھ ہندوؤں کے

ہی ہاتھ میں آئے۔ اور ہندوستان میں ہندو راج قائم ہو جائے۔ یہ اچھوت اور گاندھی جی گاندھی جی کا یہ طریق نہایت ہی قابل مذمت ہے۔ لیکن اس کے بھی بڑھ کر قابل مذمت وہ طریق ہے۔ جو انہوں نے ہندوستان کی دوسری اقلیتوں اور خاص کر اچھوت اقوام کے متعلق اختیار کیا۔ اور کھلم کھلا کہہ دیا۔ کہ انہیں علیحدہ حقوق حاصل کرنے سے محروم رکھنے کیلئے وہ جانتا تک لڑا دیں گے۔

اچھوتوں کو عنایت و عقوبت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ بھلا جس قوم کا وادہ تائیدہ انگلستان کی سی آزادی پسند بھلاکے سامنے بلا جھجک کر ڈول انسانوں کو ہندوؤں کی غلامی میں رکھنے کا اعلان کرنے سے نہ شرمائے۔ اور اس وقت نہ شرمائے۔ جبکہ وہ خود اپنے لئے آزادی اور خود اختیاری کا مطالبہ کر رہا ہو۔ اس کے لئے ہندوؤں میں جہاں صدیوں سے اچھوتوں کے ساتھ وہ نہایت ہی شرمناک سلوک کرتی چلی آ رہی ہے۔ انہیں اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنانے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔ وہ ہندو جو اچھوتوں کا ان رستوں پر چلنا گوارا نہیں کر سکتے۔ جن پر وہ خود چلتے ہیں۔ وہ ہندو جو اچھوتوں کی مشکل تک دیکھنا پاپ سمجھتے ہیں۔ وہ ہندو جو اچھوتوں کے لئے اچھا کھانا بنانا کپڑا پہننا جرم سمجھتے ہیں۔ وہ ہندو جو اچھوتوں کو اپنی بدترین غلامی میں رکھنا اپنے دہرم کا ضروری حکم قرار دیتے ہیں۔ یہ کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔ کہ اچھوت اپنی سیاسی اور ملکی حقوق کا ذکر بھی زبان پر نہیں۔ اور یہ مطالبہ کریں۔ کہ ہندوؤں کی غلامی کا طوق ان کے گلے سے اتار دیا جائے۔ پھر جب کہ گاندھی جی کو وہ اچھوتوں کی مخالفت میں جانا تک دیدینے کے لئے تیار پائیں۔ تو جس شدت کے ساتھ ان کا دست جوڑو جفا اچھوتوں کی طرف دراز ہو سکتا ہے۔ اس کا یا سانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

گاندھی جی نے تشدد کا دروازہ کھول دیا

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گاندھی جی نے اچھوتوں کی مخالفت کا لندن میں اعلان کر کے ہندوستان میں ان کے لئے تشدد کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ بعض مقامات میں اچھوتوں کو مجبور کر کے گاندھی جی کی حالت اور اچھوتوں کے قابل نمائندہ ڈاکٹر امبیڈکر کے خلاف قراردادیں پاس کرائی جا رہی ہیں۔ اور یہ کیا کبھی کسی کے دہم و گمان میں بھی یہ بات آسکتی ہے۔ کہ اچھوت اقوام بخوشی ذلت و رسوائی کے اسی گڑھے میں گرا رہنا چاہتی ہوں۔ جس میں ہندوؤں نے انہیں گرا رکھا ہے۔ اور جس سے کھلنے کے خلاف گاندھی جی اپنا سارا زور صرف کر رہے ہیں۔

ہندو اخبارات اس قسم کی قراردادوں کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ لیکن اس قسم کا ایک ایک جملہ اگر کچھ ظاہر کرتا ہے۔ تو صرف یہ ہے۔ کہ اچھوت اقوام ہندوؤں کے ہاتھوں اس درجہ مجبور اور ان کے تشدد کے نیچے استغدر دینی ہوئی ہیں۔ کہ ہندو ان سے ان کے اپنے عقائد

Digitized by Khilafat Library Kabwah

بھی جو چاہیں کہلا سکتے ہیں *
تشدد کے تازہ واقعات

ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ اور دوسری طرف اس تشدد نے او
بھی زیادہ مشتاک صورت اختیار کر رکھی ہے۔ ہندوؤں نے اچھوتوں
پر یہ ثابت کرنے کے لئے کہ انکی زندگی اور موت ہندوؤں کے ہی قبضہ
و اختیار میں ہے۔ ان پر مد سے زیادہ تشدد شروع کر دیا ہے۔

چنانچہ مختلف مقامات سے اس قسم کی جو خبریں موصول ہو رہی ہیں
ان میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں *
مدرا اس کے ہندوؤں کا حملہ

مدرا اس کی ۲۰ اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ اتوار کی رات کو آدی
دراوڑوں (ایک اچھوت قوم ہے) کا ایک جلوس ملک معظم کی تصویر
اٹھائے ایک ایسے بازار میں سے گز رہا تھا۔ جس میں ہندو آبادی کی
کثرت ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں نے جلوس پر پتھر پھینکے۔
ملک معظم کی تصویر تو ڈالی گئی۔ اور جلوس کے چھ آدمی سخت زخمی کرنے
گئے۔ دراوڑوں نے بھی تنگ اگر مقابلہ میں سنگ باری شروع کر دی۔
پولیس نے موقع پر ہجوم کو منتشر کر دیا۔ گزشتہ شب دوبارہ فساد شروع
ہو گیا۔ مگر پولیس نے جو گشت کر رہی تھی۔ مزید فساد روک دیا *
ملک معظم کی تصویر اٹھائے ہوئے جلوس پر حملہ کرنا محض
سینہ زوری اور اچھوتوں پر اپنی طاقت کا پے جان اظہار نہیں تو اور
کیا ہے *
اچھوتوں کی ایک برات کا محاصرہ

اس سے بھی بڑا کہ افسوسناک خبر یہ ہے۔ جو ۲۲ اکتوبر
تھی دہلی سے اخبارات کو بھیجی گئی ہے۔ کہ ایک موضع ہرگاواں
ضلع گڑھوال میں ہندوؤں نے یہ سنگت کہ اچھوت جاتی کے کچھ
لوگوں کی ایک برات آرہی ہے۔ اور دو لھا پالکی میں سوار ہے۔

ایک بڑی تعداد میں جمع ہو کر گاؤں سے باہر برات کا محاصرہ کر لیا۔
اور سخت سردی میں بغیر آب و دانہ کے ۲۸ گھنٹہ تک بارایتوں کو
وہیں روک رکھا۔ ان لوگوں کے ساتھ سخت بیرحانہ سلوک کیا گیا
آخر پولیس نے موقع پر پہنچ کر برات کو مخلصی دلائی۔ محاصرہ کرنے
والے پولیس کو دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ پولیس برات کو اپنی مفاہات
میں ایک طویل اور بے پیمیدہ رستے سے منزل مقصود تک جو امت
گاؤں تھا چھوڑ آئی *
یہ نہایت بے رحمانہ اور وحشیانہ سلوک محض اس لئے کیا
گیا۔ کہ اچھوت قوم کا دو لھا پالکی میں کیوں سوار ہوا۔ یہ حق صرف اعلیٰ
ذات کے ہندوؤں کا ہے۔ کیونکہ انسان کہلانے کے وہی سستی میں

احمد آباد میں اچھوتوں کی نفرت
اور تو اور خود گاندھی جی کے شہر احمد آباد میں بھی انہی دنوں
ایک واقعہ ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک مقامی بورڈ سکول میں جب
دو اچھوت لڑکوں کو داخل کیا گیا۔ تو تمام ہندوؤں نے سکول کا مقاطعہ

کر دیا۔ اور اپنے بچوں کو سکول سے نکال لیا *
یہ اس مقام کا حال ہے۔ جس کے متعلق گاندھی جی نے حال
ہی میں یہ کہا۔ کہ میں گریہت آخرم میں داخل ہونے سے بھی پہلے سے
اچھوت ادھار کا کام کرتا رہا ہوں۔ * جب گاندھی جی اپنی ساری عمر صرف
کر کے احمد آباد میں بھی اچھوتوں کے متعلق اتنی رواداری نہ پیدا کر سکے
کہ ان کے لڑکوں کا سرکاری سکولوں میں داخلہ برداشت کیا جاسکے۔ تو
اچھوت اقوام کس طرح اپنے اچھوتوں کے واسطے کر سکتی ہیں؟
اچھوتوں کو کیا کرنا چاہیے؟

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندو جن تک ہندو کہلاتے ہیں۔ جیت تک
ان کی مذہبی کتب دنیا میں موجود ہیں۔ یا جیتک وہ ان کے آگے تسلیم
ختم کرنا بنا فرض سمجھتے ہیں۔ کبھی اچھوتوں کو انسان تسلیم کرنے کے لئے تیار
نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ان کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک کر سکتے ہیں۔ پھر
بھی نہیں۔ ان کے نزدیک مسلمان اور دوسری اقوام بھی اچھوتوں سے زیادہ وقت
نہیں گھنٹیں۔ ان کے دلوں میں ان اقوام کے متعلق بھی ایسے ہی نفرت و
حقارت کے جذبات بھرے پڑے ہیں۔ جیسے اچھوتوں کے متعلق۔ بلکہ ان
سے بھی زیادہ۔ کیونکہ اچھوتوں کو تو باوجود بے مدد مشتاک سلوک کے اپنا
انگ قرار دیتے اور اپنا خون اور پوست بتاتے ہیں۔ لیکن دوسری اقوام
کو غیر سمجھتے ہیں۔ اور اگر ان کا بس چلے۔ تو وہ ان کا نام و نشان شائے غیر
چھین نہیں۔ لیکن یہ اقوام چونکہ اپنی ہمت و کوشش سے ان کے دانت کھٹے
کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس قسم کے مظالم ان پر روا رکھنے کی ہندوؤں
کو جرأت نہیں ہو سکتی۔ جیسے اچھوتوں پر بے دریغ کرتے رہتے ہیں۔
اچھوت اقوام بھی اگر اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ اور منظم طور پر ہندوؤں
کے مظالم سے نجات پانے کی کوشش کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ بھی
محفوظ نہ ہو جائیں *
پس ضرورت ہے کہ تمام اچھوت اقوام ہندوؤں سے کلیتہً
الگ کر پی علیحدہ امتی قائم کر لیں۔ اور اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے
سلسلہ جدوجہد جاری رکھیں۔ مسلمان ہر طرح انکی مدد کرنے اور انہیں
اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس وقت تک کے حالات سے معلوم ہو
سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی مدد کیسی مخلصانہ اور کقدر مفید ہے *
گاندھی جی کو مسلمانوں سے خطرہ

گاندھی جی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور انہیں ہندوؤں
کی غلامی میں رکھنے کے لئے جو جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ انہوں
نے آکسفورڈ کی ہندوستانی مجلس میں بائیں الفاظ بیان کی کہ :-
"ہندوستان کو صرف ہی خطرہ ہے۔ کہ ہمیں ہندوستانی
مسلمان اس سے بے وفائی نہ کریں۔" (ملاپ ۲۸ اکتوبر)
جو شخص مسلمانوں کے متعلق اس قسم کے خیالات اپنے دل
میں رکھتا ہے۔ اس سے قطعاً توقع نہیں کی جاسکتی۔ کہ وہ کسی ایسی

بات کے تسلیم کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے نفع
رساں ہو سکتی ہے۔ مسلمان ہندوستان سے قطعاً بے وفائی نہیں کریں
لیکن اس کا کیا علاج۔ کہ انکی ہر کوشش میں جو اپنی سیاسی اور ملکی زندگی
قائم رکھنے کے لئے وہ کرتے ہیں۔ گاندھی جی کو خطرہ نظر آ رہا ہے۔
بھی وہ یقیناً ہے۔ جو گاندھی جی کو مسلمانوں کے ساتھ متصفیانہ
فیصلہ کرنے سے روکے ہوئے ہے۔ اور اسی کی وجہ سے وہ ہر موقعہ
پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں *
معاملات شہیر کے متعلق کمیشن

معلوم نہیں۔ اس خبر میں کھانک صداقت ہے۔ کہ مہاراجہ
صاحب کشمیر مسلمانوں کے حقوق پر غور کرنے کے لئے جو کمیشن مقرر کرنے
والے ہیں۔ جو چھ ممبروں پر مشتمل ہوگا۔ ان میں سے تین مسلمان ہونگے
اور باقی تینوں میں سے ایک ہندو۔ ایک سکھ اور ایک انگریز۔ ہندو اخبارات
نے ابھی سے اس کے خلاف شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ اور ایسے کمیشن
کو "غیر قدرتی" قرار دے رہے ہیں۔ یہ اس لحاظ سے تو درست ہو سکتا
ہے۔ کہ ۹۵ فیصدی مسلمان آبادی کو بہت کم حق نیابت دیا گیا ہے لیکن
ہندو اخبارات کا نقطہ نگاہ بالکل وہ سراسر ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں
کے مقابلہ میں دوسرے نمائندوں کی تعداد زیادہ ہو۔ اس صورت میں
چونکہ مسلمانوں کا مطمئن ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے ایسے کمیشن کا مقرر
ہونا اور نہ ہونا مساوی ہوگا۔ اور مسلمان اس کے ساتھ تقاضوں کے لئے
تیار نہ ہو سکیں گے *
سکھو اور مسلمانوں کے مشترکہ دشمن

آریہ اخبار پر کاش (۲۵ اکتوبر) ہندوؤں کو سکھوں اور مسلمانوں کا
مشترکہ دشمن تسلیم کرنا ہوا لکھا ہے :-
"مشترکہ دشمن کے دشمن آپس میں دوست بناتے ہیں۔ اس ہول
پر داخل پنجاب میں سکھ مسلم دوستانہ گانھا جا رہا ہے۔ چنانچہ پشاور سے جو
اکالی جھنڈا سکھ کے مورچے کے لئے آ رہا ہے۔ گوہر خاں مورچہ میں فرقہ پرست
مسلمانوں نے اس کا خوب سواگت (استقبال) کیا۔"
سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے دشمن ہیں یا نہیں اس کا
یہ تو اسی تازہ واقعہ سے لگ سکتا ہے جو پرکاش نے پیش کیا ہے۔
مسلمانوں نے سکھوں کے جھنڈے کی نہ صرف پوری طرح غلط فہمی کی بلکہ
سکھوں کو ہر طرح امداد دینے پر بھی آمادگی ظاہر کی اس خوشی میں سکھوں نے
اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور مسلمانوں کی ہمدردی کا شکر یہ ادا کیا۔ لیکن ہندوؤں
کی سکھوں اور مسلمانوں دونوں سے دشمنی کا پرکاش کو کھٹے طور پر اعتراف کرنا
بڑا کاش اسکھ اور مسلمان اس مشترکہ دشمن کے مقابلہ میں ہر معاملہ میں متحد
ہو جائیں۔ اور انہیں اتحاد ہونا کوئی مشکل نہیں۔ لیکن ہندوؤں کی فتنہ انگیزی

سکھوں اور مسلمانوں کے مشترکہ دشمن
یہ تو اسی تازہ واقعہ سے لگ سکتا ہے جو پرکاش نے پیش کیا ہے۔
مسلمانوں نے سکھوں کے جھنڈے کی نہ صرف پوری طرح غلط فہمی کی بلکہ
سکھوں کو ہر طرح امداد دینے پر بھی آمادگی ظاہر کی اس خوشی میں سکھوں نے
اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور مسلمانوں کی ہمدردی کا شکر یہ ادا کیا۔ لیکن ہندوؤں
کی سکھوں اور مسلمانوں دونوں سے دشمنی کا پرکاش کو کھٹے طور پر اعتراف کرنا
بڑا کاش اسکھ اور مسلمان اس مشترکہ دشمن کے مقابلہ میں ہر معاملہ میں متحد
ہو جائیں۔ اور انہیں اتحاد ہونا کوئی مشکل نہیں۔ لیکن ہندوؤں کی فتنہ انگیزی

سکھوں اور مسلمانوں کے مشترکہ دشمن
یہ تو اسی تازہ واقعہ سے لگ سکتا ہے جو پرکاش نے پیش کیا ہے۔
مسلمانوں نے سکھوں کے جھنڈے کی نہ صرف پوری طرح غلط فہمی کی بلکہ
سکھوں کو ہر طرح امداد دینے پر بھی آمادگی ظاہر کی اس خوشی میں سکھوں نے
اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور مسلمانوں کی ہمدردی کا شکر یہ ادا کیا۔ لیکن ہندوؤں
کی سکھوں اور مسلمانوں دونوں سے دشمنی کا پرکاش کو کھٹے طور پر اعتراف کرنا
بڑا کاش اسکھ اور مسلمان اس مشترکہ دشمن کے مقابلہ میں ہر معاملہ میں متحد
ہو جائیں۔ اور انہیں اتحاد ہونا کوئی مشکل نہیں۔ لیکن ہندوؤں کی فتنہ انگیزی

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

۳۱۶

حضرت مسیح علیہ السلام کا جسمانی یا روحانی نزل؟

مولانا صاحب کی غلط بیانی

ہر مسلمان کے دل میں یہ سوال مبعث پیدا ہوتا ہے کہ جب است محمدیہ بیود اور نصاریٰ کے قدم بقدم چل نکلتی ہے۔ دعواں اس میں سے ہو سکتی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اس کی اصلاح کے لئے اگر کسی نے آنا، تو وہ نبی اسرائیل کا ایک فرد حضرت مسیح علیہ السلام ہوں۔ گو یاساری امت میں ایک بھی ایسا کامل فرد نہیں پیدا ہو سکتا جو خود امت کے اندر پیدا شدہ مفاسد کا علاج کر سکے۔ ثلاث اخرا قسم تھیں۔ اور اب تو وقت گزر جانے اور مدت کی ٹھنڈی سے آنکھوں کے تھک جانے کے باعث یہ سوال مایوسی کا رنگ اختیار کر چکا ہے۔ اور گاہے گاہے یہ آواز اٹھائی جا رہی ہے کہ نزل مسیح روحانی رنگ میں ہونا چاہیے۔ یعنی اس کا ہی کوئی فرد اس منصب پر سر ڈال ہو جائے۔ مگر بعض علماء اس نظر کی آواز کو حیلوں پہاڑوں سے دبا نا چاہتے ہیں۔ اور ایسا غلط طریق اختیار کرتے ہیں کہ یا تو ایسے لوگ پھر عیسائی ہو جائیں۔ یا نزل مسیح کے عقیدہ کو محض انسانہ قرار دینے لگ جائیں۔ اور یہ دونوں صورتیں اسلام اور مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔

نزل مسیح روحانی ہونا چاہیے

انبار احمدیہ میں فتاویٰ کی ذیل میں ایک شخص کا سوال اور مولوی شمس الدین صاحب کا جواب شائع ہوا ہے۔ اس پر ہم ناظرین کی نگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔

سوال: "اسلامی دوران یعنی رسالت محمدیہ میں نزل جسمانی ابن مریم کی کیا ضرورت ہے۔ بنی آدم پر تسلط شیطان روحانی ہے جس کے دفعیہ کے لئے نزل مسیح بھی روحانی ہونا چاہیے۔ عیسویوں کا خود عقیدہ ہے کہ مسیح کا نزل ثانی جلالی ہو گا"

اس سیدے اور صاف سوال کا مطلب یہی ہے کہ شیطان تسلط جس کے امت لتبتعن سنن من قبلکم۔ کی مصداق بن چکی روحانی رنگ میں ہے اس لئے حضرت مسیح جو بود کی اصلاح کے لئے کئے تھے۔ وہ بھی مثالی اور روحانی رنگ پر آنے چاہئیں۔ نہ اس وقت اصل بیود ہیں۔ نہ اصل مسیح ہو

مولوی شمس الدین صاحب کا جواب

مولوی شمس الدین صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:-

"جنے انبیاء کرام علیہم السلام آئے ہیں۔ وہ ایسے ہی اوقات میں آئے۔ کہ شیطان کا لوگوں پر غلبہ تھا اور استحوذ علیہم الشیطان) تو کیا انبیاء کی پیدائش جسمانی تھی۔ یا روحانی (وجعلنا لہم اذوا جوار ذریعہ) عیسویوں کا عقیدہ جلالی کے معنی میں۔ باحکومت۔ ہمارا بھی یہ عقیدہ ہے بلکہ ہم سے زمانہ کے غیر اصلی مسیح قادیانی کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو براہین احمدیہ اور ازالہ اوہام" (۱۸، ۱۹، ۲۰)

اس جواب کی جسے فتویٰ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، اُدھی سطور نے مجھے مجبور کیا۔ کہ میں اس پر تنقید کروں۔ سو میں مندرجہ ذیل باتیں لکھتا ہوں۔

موجودہ زمانہ میں نبی کی ضرورت

اول بے شک انبیاء علیہم السلام شیطان غلبہ کے وقت ہی آئے تھے اور اس اقرار میں کہ یہ زمانہ بھی شیطان غلبہ کا ہے۔ آپ نے احترام کر لیا۔ کہ اب بھی نبی آنا چاہیے۔ کیونکہ جو چیز آج سے ڈیرہ ہزار برس پیشتر نبوت کی داعی تھی۔ اور نبی اس کے مقابلہ کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ وہ کج بھی موجود ہے۔ پس نبی آنا چاہیے۔ اس کے لئے کا ہی وقت ہے۔ اگر بالفرض حضرت مسیح نے ہی آنا تھا۔ تو اس کی بعثت کا بھی یہی زمانہ تھا۔

لحم ماقال السيد المسيح الموعود عليه السلام

وقت تھا وقت کی جانتے کسی اور کا وقت میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پہر نبی کا نزل ہوتا ہے

دوم:- کیا انبیاء کی پیدائش روحانی تھی یا جسمانی؟ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے آسمان سے نہ اترے تھے۔ اسی طرح چاہیے۔ کہ اب بھی جو مسیح آئے۔ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہو۔ یہ تو میں نے مولوی صاحب کے جواب پر لکھا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس جواب میں مولوی صاحب نے سائل کے سوال کو یا تو سمجھا نہیں۔ یا بعد اس پر پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ کیونکہ سوال عیسویوں کی پیدائش کے روحانی یا جسمانی ہونے کا نہیں۔ بلکہ روحانی یا جسمانی نزل کا ہے۔ مولوی صاحب کو بتانا تو یہ چاہیے تھا۔ کہ ہمیں یہ شیطان تسلط کے وقت نزل انبیاء کے متعلق سنت الہی کیا ہے۔؟ وہ پیدائش کا ذکر کرتے ہیں۔ اور طریقہ یہ کہ مسیح جو

کی پیدائش جسمانی کے بھی قابل نہیں۔ تو ان مجید سے ظاہر ہے۔ کہ نبی کا نزل ہوتا ہے خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلو علیکم آیات اللہ (الطلاق) کہ ہم نے اس رسول کو تمہاری طرف نازل کیا ہے۔ اور پھر اس نزل کی حقیقت سورۃ النجم میں مدنی فقہ کی دکان قادیان مسین ارادتی کے پاکیزہ الفاظ میں فرمادی ہے۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے۔ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسمیت آسمان سے اترے تھے پس نزل روحانی ہی ہوا۔

نزل نبی کی حقیقت

درحقیقت بات یہ ہے۔ کہ جب انسان نیکی۔ تقویٰ اور پارسائی اور حق بات کہتا ہے تو وہ سفلی زندگی سے نکل کر اور اس دنیا سے منقطع ہو کر دامن باطن ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ قرب الہی رغبت و صعود روحانی میں منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی صفت ہادی دوسرے طور پر اس کی توفیق فرماتی ہے۔ اور اسے کہتی ہے۔ کہ تو نے گوہر مراد پایا۔ اب جا ہی توج انسانی کی طرف نزل کر اور ان کی ہدایت کے سامان کر۔ اور یہ نزل درحقیقت تمام ماموریت کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور یہ نزل ہر نبی اور رسول کا ہوتا ہے۔ اور اس سوال تو نزل کے متعلق ہے۔ مولوی صاحب کو یہ واضح کرنا چاہیے۔ کہ آیا حضرت مسیح کے سوا کسی نبی کا نزل جسمانی ہوا ہے۔ اس باب میں ایسا یاری کو ثنائی اور حضرت مسیح کے جواب کو بھی مد نظر رکھ لیں۔

حضرت مسیح نے کب شادی کی

سوم:- مولوی صاحب نے عیسویوں کی پیدائش کے جسمانی ہونے کے لئے صرف آیت وجعلنا لہم اذوا جوار ذریعہ پیش کی ہے۔ حالانکہ اس کی تفسیر عیسویوں کی بیویاں اور اولاد کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر وہ نہیں۔ کہ جس کے اولاد ہوئی اور جس کی بیوی ہوئی۔ اس کی پیدائش بھی جسمانی ہی تھی۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ یہ استدلال تو درست ہے۔ لیکن پھر سوال یہ ہو گا۔ کہ کیا حضرت مسیح کی اولاد اور بیوی تھی۔؟ اگر نہیں۔ تو کیا پھر ان کی پیدائش جسمانی نہ تھی؟ ثابت ہوا۔ کہ آیت بالکے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام نے شادی بھی کی اور ان کی اولاد بھی ہوئی۔ درزیر ما نرا طے گا۔ کہ حضرت مریم کے بطن سے ان کی جسمانی پیدائش بھی نہیں ہوئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی شادی اور اولاد یقیناً ۳۳ سالہ زندگی کے بعد ۸ سالہ زندگی کے ایام میں ہوئی ہے۔ اور پھر وہ مطابق زمان نبوی ان علی بن مریم عاشق عشرین و مائتہ سنہ

رکنز الحال جلد ۶ ص ۱۲۷ فوت ہوئے ہیں :-

اس جگہ اگر کسی کو یہ وہم گزے۔ کہ وہ مسیح اگر دوبارہ شادی کرینگے تو میں کہتا ہوں۔ اول تو ان کا آنا ہی امر محال ہے۔ اور خود غیر محتمل ہے۔ حالانکہ اس بارہ میں تذبذب کی حالت میں ہیں۔ دوم ان کی نبوت کے زمانہ پر دو ہزار برس ہونے کو ہے۔ مگر ہنوز ان کی جسمانی ولادت ہی ثابت نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ دوبارہ ان کی شادی نہ کریں۔ کیا کسی عقلمند کی عقل اس کی تصدیق کر سکتی ہے۔ سوم اس وہم کا ازالہ خود اس آیت میں ہی ہوتا ہے جو مولوی صاحب نے پیش کی ہے۔ ساری آیتوں سے۔ و لفظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور سئلنا رسولاً من قبلك وجعلنا لحم اذوا جاً و ذرية
 و مساكان لرسول ان ياتي باية الا باذن الله لكل
 اجل كتاب (دار عدج ۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تجھ سے پہلے بھی رسول بھیجے۔ اور ان کے لئے
 بیویاں اور اولاد پیدا کی۔ کسی رسول کے اختیار میں نہیں۔ کہ بجز اذن الہی
 نشان لائے۔ ہر اجل کے لئے مقرر کتاب ہے۔ مولوی صاحب نے اس
 آیت کے حصہ وجعلنا لحم اذوا جاً و ذرية کو پیش کر کے نبیوں کی
 پیدائش کو جہانی بتایا ہے۔ مگر آیت کی ابتداء بتاتی ہے۔ کہ یہ قانون ان
 تمام رسولوں پر حاوی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے
 تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل یہ بات ان کو
 حاصل ہو چکی تھی۔ پس یہ غلط ہوا۔ کہ حضرت یحییٰ خود دوبارہ آئے گئے اور
 شادی کریں گے۔ وہ اب نہیں آسکتے۔ آیت قرآنی کے ماتحت وہ زور
 اور ذریت دالے تھے۔ لہذا ان کی ۱۲۰ سالہ زندگی ماننی لازمی ہے۔

حضرت یحییٰ کی اہلالی آمد

چہارم۔ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ مسیحیوں کا عقیدہ جلالی کے
 معنی میں باہکومت۔ ہمارا بھی عقیدہ ہے۔ گویا مسیحیوں کا اور اہلحدیثوں کا
 عقیدہ باہم مطابق ہے۔ مسیحیوں کا عقیدہ ان کے اپنے ساتھ ہے۔ مگر انہیں
 صاف کہہ رہی ہیں۔ کہ یحییٰ خود بخود بعثت نہیں آسکتا۔ اگہ خود آگیا۔ تو اس کا وہ
 فیصلہ باطل ہو جائیگا۔ جو اس نے ایمان کی آمد ثانی کے بارہ میں باہی الفاظ
 فرمایا تھا۔ "ما ہو تو ناؤ ایما جو آئیوا لا تھا۔ ہی رکھی ہے جسکو سننے
 کے کان ہو۔ وہ سن لے۔" (متی ۱۱) انجیل سے تو اس کی جلالی یعنی
 عالمانہ آمد کا بجز قیامت کے کوئی ثبوت نہیں جس وقت کہ اس کے ساتھ
 عواری بھی ہوں گے۔ جیسا کہ مسیح نے کہا۔ "جب ابن آدم نئی پیدائش میں
 اپنے جہاں کے تخت پر بیٹھے گا۔ تو تم بھی جو میرے پیچھے ہوئے ہو دو بارہ
 تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔" متی ۱۹
 دنیاوی آمد کے لئے تو انجیل میں بجز یہ الفاظ ہیں۔ کہ اس کا آنا چورگی
 طرح ہوگا۔ عیسائیوں نے غلطی سے دونوں کو غلط ملط کر دیا۔ اور جلالی آمد
 دنیا میں سمجھ لی۔ اور مولوی شہار اللہ صاحب نے بھی ان سے اتفاق کرنا ضروری
 سمجھا۔ درنہ بات تو صرف یہ تھی۔ کہ آئے دلاسیح موجود اس لئے مقرر ہوا
 تھا۔ کہ اسلام کی صداقت اور عیسائیت کی لطاکت پر شہادت کے حکم
 یا الشریعة المحمدیة ویطیل النصرانیة

مولوی شہار اللہ کی دہوکہ دہی

پہلے سیدنا حضرت یحییٰ موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مولوی
 صاحب نے لکھا ہے۔ "یحییٰ قادیانی کا بھی یہی عقیدہ ہے" اور پھر آپ نے
 اس کے لئے براہین اوردلائل اولہام کا حوالہ دیا ہے۔ دیا متداری کا
 آفا تھا تو یہ تھا۔ کہ آپ لکھتے۔ براہین احادیث میں جو حضرت یحییٰ موجود علیہ السلام
 کے دعویٰ یحییٰ کے پہلے کی کتاب ہے۔ یحییٰ کے جہانی نزول کا خیال ہیج
 تھا۔ کہ آپ نے قرآن مجید اور وحی الہی کے ماتحت اس کی تردید کر دی تھی
 پر جب قیامت آئے گی کہ آپ اس کے ثبوت کے لئے اذلال اولہام کا حوالہ دیتے ہیں

جہاں صاف لکھا ہے۔

"ہاں ان کی یہ خاص مراد کشف الہام و حقا و حقاناً بھی پورکا
 ہوتی نظر نہیں آتی کہ وہ لوگ پچ پچ کسی دن حضرت یحییٰ بن مریم کو آسمان
 سے اترتے دیکھ لیں گے۔ سو انہیں اس بات پر ہند کرنا کہ ہم تب ہی ایمان
 لائیں گے۔ کہ جب یحییٰ کو اپنی آنکھوں سے آسمان پر سے اترنا ہوا مشاہدہ
 کریں گے۔ ایک خطرناک ہند ہے" (صفحہ ۱۲ طبع سوم)

مقام حضرت یحییٰ۔ کہ مندرجہ بالا فتویٰ میں اذلال اولہام کے حوالے سے
 یحییٰ کے جہانی نزول کا عقیدہ حضرت یحییٰ موجود علیہ السلام کی طرف منسوب
 کرنے والے ہی صاحب ہیں جو قبل ازیں لکھ چکے ہیں۔

"اس کے بعد مرزا صاحب نے ۱۳۵۰ ہجری مطابق ۱۸۶۹ء میں
 رسالہ فتح اسلام۔ تو صیح مرلام اور اذلال اولہام شائع کئے ہیں۔ جن میں اس
 خیال کی تبدیلی یوں کی کہ یحییٰ موجود جن کی بابت براہین کی مذکورہ عبارت
 میں لکھا تھا۔ کہ اطراف واقطاع دنیا میں اسلام پھیلائیے۔ ان کو منصب
 کا دعویٰ خود اختیار کر لیا۔ یعنی فرمایا۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام فوت ہو گئے
 وہ تو نہیں آئیں گے۔ بلکہ ان جیسا کوئی آئیگا۔ اور وہ میں ہوں" (ذوالحجہ ۱۲۵۰ھ)

حقیقتات! سائل کہتا ہے۔ کہ ابن مریم کے جہانی نزول کی کیا
 ضرورت ہے۔ مولوی صاحب اس عقیدہ کو اپنا انصاری اور پھر حضرت یحییٰ موجود
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ بتاتے ہیں۔ کیا یہ دیکھا گیا؟ کیا ای طرح
 قادیانی میں زور و کذب سے کام لیا جاتا ہے؟ انصاف چاہتا ہے۔ کہ ان
 اپنے خیال کی طرف وہ بات منسوب کہ جو وہ ماننا ہوتی کہ غلط بیانی
 سے مخلوق کو گمراہ کرے۔ ہر ایسے بیانات کا ظاہر ہے۔ کہ حضرت یحییٰ کے
 جہانی نزول کا خیال سرسبز باطل اللہ ہے ثبوت ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ ان
 کی آمد سے مراد امت محمدیہ کے ہی ایک کامل فرد کا صفت و کیفیت سے
 مشقت ہونا ہے۔ تاکہ یہ وہ انصاری کو بتایا جائے کہ حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا تھا۔ کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میرے
 تابع ہوتے۔ یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ حضور کے قدم اور غلاموں میں
 ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو ان مراتب عالیہ پر پہنچے ہیں۔ اور پھر بھی ان کا
 درجہ ہی ہوتا ہے۔

دگر استاد دانا مے مدائم

کہ خواندم دروستان محمد

مبارک ہیں وہ جواب بھی کہیں۔ اور خدا کے برحق یحییٰ موجود حضرت مرزا
 غلام احمد قادیانی علیہ السلام پر ایمان لائیں۔

حضرت یحییٰ کے شخصی نزول میں اشکال

مندرجہ بالا مقبول لکھا جا چکا تھا۔ کہ اقرار الہدیت ۲۵ ستمبر آگیا
 اس میں پھر سائل کی طرف سے اس سوال کی توضیح کی گئی ہے۔ اس لئے
 ہم وہ حصہ بھی درج کرتے ہیں۔ سائل لکھتا ہے۔

"شخصی نزول کے عقیدہ میں ایک یہ اشکال بھی ہے۔ کہ آپ کا نزول
 مثلاً ہند یا چین یا یورپ وغیرہ میں ہو۔ تو ضرور ہے۔ کہ دروہ سے ہمالاک کے
 لوگ مسلمان اور مسکین اس کی رویت اور صحبت سے محروم رہیں گے کیونکہ

شخصی وجود ہر جگہ حاضر ناظر نہیں رہ سکتا۔ لہذا نزول مجازی ہو سکتا ہے
 حقیقی حضرت یحییٰ نے ایسے نزول کو خود بھی مجازی مانا ہے جس کی نظیر ایسا
 کا نزول ہے۔ بحوالہ متی ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵

بنو قریظہ پر فوج کشی

بنو قریظہ کی غداری

گذشتہ مضمون میں یہ بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ باوجود بنو قریظہ اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ مگر اس سختی سے فوج کشی کی۔ اس وقت مسلمانوں سے غداری کی۔ جب افق مدینہ پر خطرات و خدشات کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایک طرف تو بنو نضیر کی احسان فراموشی کے نتیجہ میں عرب کے قریباً تمام قبائل مدینہ پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اور دوسری طرف بنو قریظہ نے بد عہدی کی۔ اور مسلمانوں کے خلاف ہو کر حملہ آوروں سے مل گئے۔ ظاہر ہے کہ ایسے خطرناک پڑوسی کو بغیر تنبیہ کے چھوڑ دینا ہرگز قرین دانشمندی نہیں تھا اس لئے جنگ اتراب سے فراغت کے بعد مشائخ ایزدی کے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قلعوں کی طرف پیش قدمی کا ارشاد فرمایا۔ اور صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت علی کو سب سے پہلے روانہ کر دیا۔

مزید شرائط

بھائے اس کے کہ یہ لوگ اپنے لئے پر نام ہوتے اور گذشتہ فرد گذشتہ کے لئے معافی طلب کرتے۔ انہوں نے نہایت بد تمیزی کا اظہار کیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کی شان میں گالیاں بکنے لگے۔ اس وقت حضور خود صحابہ کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ جا پہنچے۔ اور ان کے قلعوں کو محاصرہ میں لینے کا حکم دے دیا۔

بنو قریظہ کی پریشانی

اگرچہ پہلے ان لوگوں نے کسی قسم کی تشویش کا اظہار نہ کیا۔ اور نہایت لہجہ زانی سے پیش آتے رہے۔ لیکن آہستہ آہستہ انہیں اپنی پوزیشن کا احساس ہو گیا۔ اور باہم مشورے کرنے لگے۔ کہ کیا کرنا چاہیے۔ کم و بیش بیس دن کے بعد یہ لوگ اس امر پر رضامند ہوئے کہ انہوں نے قبیلہ کے رئیس حضرت سعد بن معاذ ان کے متعلق جو فیصلہ کریں۔ وہ انہیں منظور ہو گا۔ ورنہ یہ تھی۔ کہ یہ قبیلہ ان کا حلیف تھا۔ اور اس زمانہ کے دستور کے مطابق انہیں اپنے حلیف سے نرمی کے سلوک کی توقع تھی۔

حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ اگرچہ جنگ اتراب میں زخمی ہو چکے اور مسجد نبوی میں زیر علاج تھے۔ لیکن آپ فیصلہ کے لئے

آئے۔ اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ کی آمد پر صحابہ کو قومی الیٰ تیکم کا ارشاد فرمایا۔ حضرت سعد نے فیصلے سے قبل اپنی قوم اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد لے لیا۔ کہ میرا فیصلہ مانا جائیگا۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا عہد فرمایا۔ تو آپ نے فیصلہ کیا۔ کہ اس قوم کے تمام جنگجو افراد قتل کر دئے جائیں۔ ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنائے جائیں۔ اور اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دئے جائیں۔

فیصلہ کا نفاذ

اس فیصلہ کے بعد یسود کو مدینہ میں لاکران کی عورتوں بچوں اور مردوں کو علیحدہ علیحدہ مکانات میں جمع کر دیا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے ماتحت صحابہ کرام نے ان کے کھانے پینے کے لئے بکثرت پھل وغیرہ جمع کر دئے۔ دو روز علی الصبح حضرت سعد کے فیصلے کا نفاذ ہونا تھا۔ جس کے لئے چند روزوں آدمی مقرر کر دئے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قریب ہی تشریف فرما تھے۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ تمام مجرم علیحدہ علیحدہ قتل کئے جائیں۔ تا ایک دو گھرے کو قتل ہوتے نہ دیکھ سکے۔ اگرچہ حضرت سعد کے فیصلہ کی اپیل عدالتی رنگ میں کسی کے پاس بھی نہ ہو سکتی تھی۔ تاہم ایک بادشاہ کی حیثیت سے آپ نے بعض لوگوں کے متعلق اسے منسوخ بھی فرمایا۔ اور صحابہ کرام کو اسے اگر کسی نے کسی سفارش کی۔ تو اسے بھی چھوڑ دینے کا ارشاد فرمایا۔ عورتیں اور بچے جو قید کئے گئے تھے۔

ان کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ انہیں نجد کی طرف بھیج دیا گیا۔ اور اہل نجد نے زبردستی ادا کر کے انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ مدینہ میں ہی مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے۔ اور ان میں سے بعض نے ظہیر ادا کر کے رہائی بھی حاصل کرنی۔ اور بعض مسلمان ہو گئے۔ کل یسود جو اس فیصلہ کے مطابق قتل کئے گئے۔ ان کی تعداد چار صد کے قریب بیان کی جاتی ہے۔

سعد کے فیصلہ پر غیر مسلم مورخین نے اعتراضات اٹھائے ہیں۔ غیر مسلم مورخین نے اس واقعہ کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیعت ناروا اعتراضات کئے ہیں۔ اور اسے ایک نہایت ہی ظالمانہ فعل قرار دیا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو یہ بعض تعصب اور بغض کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک منصف مزاج شخص اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اول تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیے۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں بلکہ حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ تھا۔ جنہیں ان لوگوں نے خود اپنے لئے منصف مقرر کیا تھا۔ لیکن اگر اس سے قطع نظر کر لیا جائے۔ تو یہی اس فیصلہ کو ظالمانہ اور سفاکانہ نہیں کہا جاسکتا۔ بنو قریظہ مسلمانوں کے معاہدہ تھے۔ اور اس

حفاظت میں ایسے موقع پر جب مسلمان اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمنوں سے چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے۔ ان کی طرف سے بلا سبب اور بلا وجہ ہراساں ہونا اور عین وقت پر دھوکا دینا نہایت ہی کمینہ اور پاجیوار عمل تھا۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی عقل مند قوم ایسے مارا ستیہ اور خفا پر نہیں کو اپنے راستہ سے دور کئے بغیر آرام و عین کا۔ اس نہیں سے سکتی۔ اور اس لحاظ سے مسلمانوں کا فرض تھا۔ کہ ان کی اس غداری کی سزا ان کو دینے۔ ان کے لئے جو بھی سزا تجویزی جاسکتی تھی وہی ہی دینا چاہیے۔

جلادوں کی جاتا۔ جیسے نضیر اور بنو قریظہ کے معاملہ میں کیا گیا۔ اور یا مدینہ مدینہ ہی انہیں قید اور نظر بند کی حالت میں رکھا جانا اور یا جنگجو آبیوں کو قتل کر دیا جاتا۔ ان تینوں سزوں پر اگر غور کیا جائے تو آخری سزا ہی قرین منصفیت نظر آتی ہے۔ اول تو اس لئے کہ انہیں جلادوں کی جاتا۔ تو وہ بھی اسی طرح فتنہ انگیزی اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے منصوبے کرنے میں مشغول ہو جاتے جس طرح بنو نضیر وغیرہ نے شروع کر رکھے تھے۔ اور ان کے نتیجہ میں مسلمانوں کو جنگ اتراب جیسی پریشان کن جنگ کا بہ ناکہ ناپڑا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی عقل مند اپنے دشمن کو اپنے خلاف بغض و عداوت کی آگ بھڑکانے کے لئے چھوڑ نہیں سکتا۔ پھر یہ بھی سوچنا چاہیے۔ کہ جن لوگوں نے معاہدہ کے باوجود بدتمیزی سبب اور عداوت کے مسلمانوں کی مخالفت کی۔ وہ جلادوں ہونے کے بعد کیا کچھ نہ کرتے دوسری صورت بھی ہوزوں نہیں۔ کیونکہ مدینہ مسلمانوں ایسی غریب جماعت کا کئی سو آدمیوں کا خراج مستطاب طور پر اپنے ذمہ لے لینا خود ان کے لئے سزا کم نہ تھا۔ پھر یہ وقت ان کی گزالی اور غیر گزالی بچائے خود ایک پریشان کن کام تھا۔ اس لئے ان کے واسطے اس سے زیادہ مؤثر دن فیصلہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جو خود ان کے ہی تجویز کردہ منصفیت حضرت سعد بن معاذ کی طرف سے کیا گیا۔ اور اس سے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا۔

ایک غیر مسلم مورخ کی رائے سزا گویا جیسا مورخ اپنی تصنیف میں لکھتا ہے۔ غزوہ اتراب کا حملہ جس کے متعلق سعد صاحب کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ وہ محض فدائی تعزفات کے ماتحت پسپا ہوا۔ وہ بنو نضیر ہی کی اشتعال انگیز کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اور بنو نضیر وہ تھے۔ جنہیں چھوڑنے سے صرف جلادوں کو دینے پر اتفاق تھی۔ اب سوال یہ تھا۔ کہ کیا صحابہ بنو قریظہ کو بھی جلادوں کے اشتعال انگیز کوششوں کو قبول کر لیں اور ان کی تعداد میں اضافہ کر دیں۔ دوسری طرف وہ تو ہمیشہ میں نہیں رہتے تھے وہی جاسکتی تھی۔ جس نے اس طرح بر ملا طور پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ ان کا جلادوں کو نافرمانی محفوظ تھا۔ مگر ان کا مدینہ میں رہنا بھی کم خطرناک نہ تھا۔ پس اس فیصلہ کے بغیر چارہ نہ تھا۔ کہ ان کے قتل کا حکم دیا جاتا۔

آریہ گوشت خوری

گوشت خوری کا رواج

کل فاتح قوموں میں گوشت خوری کی عادت پائی جاتی ہے۔ اور کسی ملک کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ جب کسی قوم نے ترقی کی ہے۔ اسکے افراد میں گوشت خوری کا رواج ضرور تھا۔ ان المناور کا معدوم کسی قوم میں کسی جانور کا گوشت پسند کیا جاتا ہے۔ تو کسی قوم میں کسی جانور کا۔ بعض قومیں بکے کے گوشت کو اعلیٰ سے اعلیٰ گوشت قرار دیتی ہیں۔ بعض دیکھ کے گوشت کو پسند کر رہیں۔ بعض گاؤں کے گوشت کو سب سے زیادہ مزہ لیتے قرار دیتی ہیں۔ بعض اونٹ کو لطیف سمجھتی ہیں۔ پھر بعض کے خیال میں بھلی کا گوشت کسی حیوان نہیں ہوتا۔ اور بعض کے نزدیک طیور کا گوشت سب پر فائق ہے۔ لیکن بھلی جانوروں کے گوشت کو پسند کرتی ہیں۔ لیکن گوشت کا رواج دنیا کے ان حصوں میں ہے۔ اور دنیا کی آبادی کا اکثر حصہ اس کا استعمال رکھتا ہے۔

آریوں کی مخالفت

اس زمانہ میں آریوں نے اس بات پر زور دینا شروع کیا ہے کہ گوشت خوری سخت گناہ ہے۔ اور اپنی جیسے جاندار اور پر ظلم ہے جبکہ دیگر حیوان بھی ایسی ہی روح رکھتے ہیں۔ جیسے ہم اور ہماری طرح تکلیف کا احساس ان میں بھی ہے۔ تو پھر گوشت خوری کے کیا معنی لوگوں اپنے منہ کی خاطر جانوروں کو تکلیف میں ڈالا جائے۔ اور جبکہ گوشت کے علاوہ اور کھانے کی موجود ہیں۔ پھر گوشت کا استعمال مزہ سگدی پر وال ہے۔

لیکن جب ان میں گوشت خوری کے خلاف تحریک ہوئی۔ فوراً ان میں ڈر پارٹیاں ہو گئیں۔ ایک گھاس خور کھلای اور دوسری نے ان کو نام پایا چنانچہ کالج پارٹی سامنے رہی ہے۔ اور وہی زیادہ کام کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ کالج جو پنجاب کے کالجوں میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ اسی پارٹی کا بنیاد ہوا ہے اور اسی کی کوششوں پر چلتا ہے۔

آریوں کی گوشت خوری

تجربے سے، کہ حیوانوں کی تکلیف پر تو آریہ اس قدر ناواقف ہوتے ہیں اور تمام فرقوں اور قوموں سے دست بگر میان ہونے کے لیے یار ہیں۔ اور ان کے مہسوں میں ان کی طرف سے ایڈوکیٹ بن کر کل گوشت خور قوموں کو ظالم اور مجرم قرار دیتے ہیں۔ لیکن انسانوں کا گوشت کھانا ان کا شیوہ ہے۔ کوئی بزرگ نے کوئی دلی کوئی ریفارم دیا نہیں۔ گزراہیں پر ذاتی طور سے کہہ گا۔ انہوں نے نہ لگایا ہو۔ اور جسے ہر قسم کی ناپائلیوں میں طوطی قرار دیا ہو۔ مسلمان ان کو ہم وطن ہیں۔ اسکے ماتحت نہ تو ان تک آرام و چین سے رہے۔ گوشت خوری کو سب کرتے رہے ہیں۔ ان کی حکومتوں میں بڑے بڑے عہدوں پر رہ چکے ہیں۔ اور بڑی سے بڑی ذمہ داریوں کے کام ان کے سپرد ہوئے ہیں۔ لیکن پھر ان کے اس قدر احساس ہو کر

باد جو سوسک اہل ہندو کا سماں کے ساتھ ہے۔ وہ ہر کس دن اس پر ظاہر ہے جو قوم حیوانوں کے گوشت کھانے پر ناراض ہے۔ اسی کم سے کم اس کو گوشت کھانے سے تو پرہیز کرنا چاہیے تھا۔ مگر انہوں نے آریہ حیوانوں کے لئے تو استقدر حیرت اور چلائے ہیں۔ مگر ان لوگوں کی ہمدردی ان میں نام کو باقی نہیں ہے۔ ایک فرقہ اور گروہ ان کے ہاتھوں سے نالاں ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ ان کی وجہ سے کسی مذہب کو خطرہ ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ان کے وجود سے خود مذہب کے وجود کو خطرہ لگا ہوا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ ان کے ہاتھوں میں ہندستان کی اخلاقی حالت بہت ہی نیچے گر جائے۔

سرت جگ کا حال

آج کل کے آریہ گوشت خوری پر اس قدر شور مارتے ہیں اور آریہ گائے کے بے انسانوں کو مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور کئی جگہ ایسا لگتا ہے جگہ میں۔ لیکن اگر ان کے آثار کا حال پڑیں۔ اور اس زمانہ پر نظر کریں۔ جب ہندو اپنے پیسے اور میں تھے۔ اور ہندوستان انھیں کے قبضہ میں تھا۔ اور حضرت کے گیت گاتے ہوئے آریہ بھی ان کی زبانیں خشک ہوتی ہیں۔ اور جس زمانہ کو یاد کر کے ان کے بردہ دلوں میں فرحت کی سرسیدیا ہو جاتی ہے تو اوتھ کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم نہ صرف جانوروں کے گوشت کو ہی کھاتے ہیں۔ انہوں نے انہوں پر بھی مواد دیکھتے ہیں۔ بلکہ برہمنوں کو گاؤں کے گوشت کے کباب کھاتے ہوئے پاتے ہیں۔ اور یہ نظارہ ان کے دلوں میں ایک خاص دلولا پیدا کرتا ہے چنانچہ وہ ان دعاؤں میں جو وہ اپنے مسجودوں کے سامنے کرتے ہیں۔ اس کو پیش کر کے اپنے لئے برکتیں اور رحمتیں طلب کرتے ہیں۔

وید میں گاؤں کی قربانی

وید کی مشرتوں سے دوسرے جانوروں کی قربانی تو آگاہی گاؤں تک کی قربانی ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ گوید میں ہے۔

تسے اندر جو کہ تیز رفتار اور طاقتور اور سب کا سوامی ہے اس کو تری پ اپنا بوجھلا۔ اور اس کو جدا جدا کر جیسے تھائی گاؤں کو کاٹتا ہے۔ تاکہ مینہ برسے اور پانی زمین سے بہے۔ اور پھر ادا ہیلے لاکاؤس مکت ۴ منتر ۱۲ اس سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے زمانہ میں گاؤں کی قربانی کی جاتی تھی۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عام طور سے قربانی کی جاتی تھی۔ کیونکہ قصائی اسی جگہ ہوتا ہے۔ جہاں قربانی سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور کبھی کبھار ذبح کرنے کے لئے قصائی نہیں ہوتے۔ لوگ خود کر لیتے ہیں۔ قصائی اسی جگہ ہوں گے۔ جہاں ذبح کی جوتے ان کا گوارہ چل سکتا ہو۔

ڈاکٹر راجندر پھل صاحب جو سنہ ۱۹۰۷ء کے ایک بڑے عالم جگالی گزری ہیں کہتے ہیں۔ جو حیوان ذبح کئے جاتے تھے۔ ان کو قدیم آریہ کھاتے ہی تھے۔ چنانچہ وہ بتلاتے ہیں۔ ہمالیہ نہ سوتوں میں چوہادوں کے بقیے کے کھانے کی نسبت انہیں دی گئی ہیں۔ اور انہوں نے وید کی گوشت برہمن میں مفصل طور سے ان شخصوں کے نام پاتے ہیں جو قربانی کی رسم کے ادا کرنے میں کچھ نہ کچھ حصہ لیا کرتے تھے۔ اور بتلایا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک کو قربانی شدہ جانور کا کون کون سا حصہ ملنا چاہیے۔ اسی طرح پر وندیسر ولسن صاحب کہتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ گوشت ذبح کیا جاتا تھا۔ اور اس کا بدن ٹوٹے ٹوٹے کے درخت کھا جاتا تھا۔

اور اس میں سے کچھ ٹکڑے تو اب بے جاتے تھے۔ اور کچھ بھونے جاتے تھے۔ ہندو دھرم میں جانوروں کی قربانی ڈاکٹر راجندر پھل صاحب کی کتاب انڈین آریہ پر لکھتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب کی تعلیم خواہ کسی ہی رسم اور مہربانی سے پر کیوں نہ ہو۔ مگر وہ حیوانوں کی قربانی کے بالکل مخالف نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی برہمنوں کے ادا کرتے وقت کئی قسم کے حیوان اور پرندے کڑتے کے ساتھ ذبح کئے جاتے تھے۔ رسم کو پورا کرنے کے لئے رسم ادا کرنے کے لئے کھیلے بھی ضروری ہوتا تھا کہ وہ ہندو میں ڈوب کر مر جائے۔ اس کو وہ ہمارے سمجھنا چاہتے تھے۔ ایک اور رسم کفار کے لئے ہوتی تھی۔ جس میں ہندو اپنے تئیں جیتا ہی را کہہ کر لیتا تھا۔ اس کو ثنا کہتے تھے۔ نکال کی رسم دل عورتیں بہت عرصہ تک اپنے پلوٹھے بچوں کو دریا میں لنگا میں پھینکتی رہی ہیں۔ آج کل اگر ہندو مذہب کے پیروؤں نے ان باتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ تو یہ ذبح کرنا بھی خلاف عقل معلوم نہیں ہوتا۔ کہ قدیم زمانہ میں دیوتاؤں کے نغصہ مٹانے کے لئے انسان قربان کئے جاتے تھے۔ اس تہیاس پر بھی شہرت جاتے قربانی کی جاتی تھی۔ لیکن ان کی قربانیوں کو بلیتے تھے۔

ہندو دھرم شاستر اور گوشت خوری

منو شاستر انہیں کہتے ہیں۔ کہ منو کے دھرم شاستر میں بڑی بڑی تہذیبوں میں یوں لکھتے ہیں کہ گوشت کھانے کیلئے برہمنوں کو ناکہ لگائی ہے۔ اگر نہ لگائیں۔ تو گنہگار ہوں۔ شاستر میں لکھا ہے۔ جو جانور کھانے میں آتے ہیں۔ اور جو لوگ انہیں کھاتے ہیں۔ دلوں کو برہمنی پیدا کیا ہے۔ اس لئے اگر شاستر کے طور پر انہیں کھائیں۔ تو کچھ گناہ نہیں۔ اور دیوتاؤں اور پتوں کو گوشت چڑھا کر کھانا کچھ پاپ نہیں۔ اور برہمنوں کو سامنے گر گئے بھینگی۔ مگر کچھ جو گوش وغیرہ کھانا درخت سے، اور جھڑا ہندو شاستر میں ہے۔ کہ سوج کی آرائیں اور دکھشائیں میں ملیاں۔ یعنی قربانی کرنا اور کھانا قرمن ہے۔ (جھڑا ہند)

اسرہا پنکھدا پتھرن وید میں ہے۔ کہ جن حیوانات کے تیلے کے دست

میں۔ وہ خوردہ میں خوراک سے خوردہ کو شرف حاصل ہے۔ (جھڑا ہند)

ہما بھارت گوشت خوری

اس کے علاوہ ہما بھارت وغیرہ کتب سے تو گوشت خوری کی عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ خود راجہ رام چندر نے لکھا ہے کہ تہذیب اور مذہب کھاتے ہی ہیں۔ جبکہ اچھی طرح ثابت ہے۔ کہ سرت جگ میں جبکہ دنیا میں بدی کا نام نشان نہ تھا۔ اور وید اتر ہے تھے۔ گوشت خوری جاری تھی۔ اور زمین تہذیبوں کے موقع پر ذبح تھی۔ تو اس زمانہ میں معلوم آریہ صاحبان اسکے خلاف کیوں زور لگاتے ہیں۔ یا تو ویدوں کو اس زمانہ کے تمام لوگوں کو ملزم قرار دیں۔ یا اقرار کریں۔ کہ گوشت خوری کے معاملہ میں جانور کی رائے ہے۔ وہ صرف کمزوری اور ضعف قلب کی وجہ سے ہے۔ ورنہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔

کہ ہندو دھرم میں بھی گوشت خوری پائی جاتی ہے۔ اور ہندوؤں کی عقیدہ کتب میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اب اگر گوشت خوری برہمنی ہے۔ تو ہندو مذہب بھی اسی برہمنی میں مبتلا ہے۔

اختیار زمیندار کا ایک فرضی سکرٹری کشمیر کمیٹی لاہور کا نزدیک نظر

اخبار زمیندار کی اشاعت مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء
میں ایک خط مورخہ ۱ ماہ حال کا لکھا ہوا شائع کیا گیا ہے جس کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے قادیان سے ایک صاحب بابو محمد عالم صاحب کے نام نہیں لکھا تھا۔ میر جاوید احمد راولپنڈی بتایا جاتا ہے لکھا ہے اور اس سے نتیجہ نکالا گیا ہے کہ گویا آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کام کے پردہ میں احمدیت کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔

اس خط کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فی ایڈیو اللہ تعالیٰ منبرہ العزیز صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مجھے تردید کا اختیار دیا۔ صاحب صدر فرماتے ہیں کہ قطعاً کوئی ایسا خط ان کے علم یا اطلاع سے نہیں لکھا گیا۔ اور چونکہ سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی مورخہ ۱۴ اکتوبر سے کشمیر میں ہیں اس لئے یہ بھی ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا کہ ان کی طرف سے کوئی خط تاریخ کو قادیان سے لکھا گیا ہو۔ علاوہ ازیں جن صاحب یعنی بابو محمد عالم صاحب کی طرف اس خط کا بھیجا جانا ظاہر کیا جاتا ہے وہ قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ اور جب وہ زندہ تھے اس وقت بھی وہ میر جاوید احمد راولپنڈی نہیں تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسے غیر ذمہ دار شخص نے یہ خط لکھ دیا ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ بابو محمد عالم صاحب عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔

بہر حال آل انڈیا کشمیر کمیٹی اس خط سے قطعی طور پر بری ہے۔ لیکن صاحب صدر فرماتے ہیں کہ اگر دلیل کے طور پر اس خط کو اصل بھی سمجھ لیا جائے تو پھر بھی اس کا مضمون ہرگز اس نتیجہ کا حامل نہیں ہو سکتا جو اس سے نکالا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی دور کا اشارہ بھی احمدیت کی تبلیغ کا نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ مذکور ہے کہ اگر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا کی جائے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ اور یہ کہ کشمیر کمیٹی کے کام لوگوں کو بتا کر اس معاندہ میں ان کی ہمدردی کی جائے۔ اور نیز یہ کہ کشمیر کے معاملہ میں کوئی فرقہ وارانہ سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔

اب ظاہر ہے کہ کسی عقلمند کے نزدیک یہ طریقہ قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فی زمانہ مسلمانوں کی یہی بہترین سیاسی پالیسی سمجھی گئی ہے کہ سیاسی معاملات میں فرقہ وارانہ سوال نہیں اٹھنا چاہیے۔

پس صاحب صدر فرماتے ہیں کہ گویا خط ہرگز آل

انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے نہیں لکھا گیا لیکن اس کا مضمون قابل اعتراض نہیں سمجھا جا سکتا سوائے اس کے کہ کوئی شخص دیدہ دانستہ اسے قابل اعتراض رنگ دے۔ جس کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ ہماری طرف سے اپنے سے صاف طور پر اعلان ہو چکا ہے۔ جو یہ ہے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کام میں احمدیت کی تبلیغ قطعاً نہیں کی جا رہی بلکہ ہم اسے ایک بدنامی کا فعل سمجھتے ہیں کہ کشمیر کمیٹی کے کام کے پردہ میں اپنے مذہبی عقائد کی تبلیغ کریں۔

شاگرد فضل کریم بی۔ اسے ریلیگ ایبل ایبل بی ویل سیکرٹری کشمیر کمیٹی لاہور

دظفراً خاصاً اور اباصحابکم چومری لندن جرم جرم

مولانا مہریدین انقلاب نے اپنے مکتوب میں جو ۹ اکتوبر انقلاب میں شائع ہوا ہے۔ جناب چودہری مہر علی مہر اللہ خان صاحب کی ایک خاص تقریر اور فاضل صاحب فرزند علی صاحب امام سجاد احمدی لندن کے متعلق جو تذکرہ کیا ہے۔ وہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

چودہری صاحب کی تقریر

چودہری خضر اللہ خان صاحب نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کی پوزیشن واضح کرتے ہوئے بتایا کہ مرکز کی ذمہ داری اہم مسائل فرقہ وارانہ سے نہایت گہرا تعلق رکھتے ہیں اور جب تک فرقہ وارانہ مسائل حل نہ ہوں مسلمانوں کے لئے فیڈرل سرپرک کمیٹی کے اجلاس میں حصہ لینا یا اس کے کام میں مناسب و مفید امداد دینا بالکل مشکل ہے۔ البتہ مردست ان مباحث کے متعلق رائے دینے میں مسلمانوں کو تامل نہیں ہوگا۔ جن کا فرقہ وارانہ مسائل سے براہ راست کوئی تعلق نہیں لیکن جوہی کوئی ایسا مسئلہ سامنے آئیگا۔ جس کا تعلق فرقہ وارانہ مسائل سے ہوگا تو مسلمانوں کے لئے رائے دینا یا مباحث میں حصہ لینا مشکل ہو جائیگا۔ اور نہ اس حالت میں فیڈرل کمیٹی ان کے تعاون سے کوئی فائدہ اٹھا سکے گی۔ آخر میں چودہری صاحب نے گاندھی جی کے متعلق کہا کہ جب ادوار مارچ میں فیڈرل کمیٹی کے ممبروں کا ایک اجتماع واشنگٹن لاج رومن میں ہوا تھا۔ تو گاندھی جی نے فرقہ وارانہ مسائل کے فیصلے کو سب سے زیادہ اہم اور ضروری بتایا تھا۔ بلکہ فرمایا تھا کہ اگر فرقہ وارانہ اختلافات کا فیصلہ نہ ہوگا۔ تو ان کا گول میز کانفرنس میں شریک ہونا بالکل بے سود اور بے نتیجہ ہوگا۔ لیکن آج وہ فرما رہے ہیں کہ فرقہ وارانہ مسائل کو چھوڑ کر عام آئینی مسائل حل کیے جائیں۔

میں نے اپنے مذہبی عقائد کی تبلیغ کریں۔

بعض اصحاب کو پتہ نہ ہو گیا تھا۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں حضرت علامہ اقبال مولانا شکر علی۔ چودہری مہر اللہ خان۔ حافظہ مدین حسین۔ مہر فضل الحق۔ مہر عبد المتین چودہری۔ اور چند اشخاص مہر لکھنوی کے بعد مولانا نے موصوف نے قرب و جوار کے انگریز نو مسلموں کی ایک جماعت سے ہم سب کو ملایا۔ جسے چائے کی دعوت پر بلا گیا تھا۔ بعض انگریز خاتونوں صاحبزادیوں اور بچیوں اور نوجوانوں نے قرآن کی مختلف سورتیں سنائیں اگرچہ اکثر کالفاظ اور ب۔ اچھو زیادہ اچھا نہ تھا لیکن اس بات پر سب نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ خدا کا آخری پیغام انگریز قوم کی زبان پر جاری ہو رہا ہے۔ ایک انگریز نوجوان مہر عبدالرحمن ہارڈی کے حسن قرأت اور صحت لفظ سے ہم سب بے حد محفوظ ہوئے۔ ایک چھ سات سال کی انگریز بچی نے سورہ فاتحہ سنائی حضرت علامہ اقبال نے اسے ایک پونڈ ڈسکوک دکھ کاغذی انعام دیا۔

علامہ اقبال کے ارشادات

حضرت موصوف نے محفل قرأت کے بعد ایک مختصر گہر نہایت ہی پزیرنا تیر تقریر فرمائی جس میں نو مسلموں سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اپنی قاتل تعداد سے دل شکستہ نہ ہوں۔ دینائے اسلام کے چائیس کروڑ فرزند ان توحید آپ کے بھائی آپ کے ہم قوم اور آپ کے ساتھی ہیں۔ نیز فرمایا کہ یورپ کی تین زبانیں ترقی کے ادوار پر پہنچ رہی ہیں۔ ایک انگریزی۔ دوسری فرانسیسی۔ اور تیسری جرمن۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عربوں ان (جو ترائن پاک کی زبان ہے) کا مستقبل بھی بے حد روشن اور روشن ہے اور آپ کو اس پر بھی توجہ کرنی چاہیے۔ اس سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے۔ آخر میں حضرت علامہ نے ہر فرزند علی صاحب امام مسجد کا شکر ادا کیا جن کی عنایت و توجہ سے مولانا شکر علی مہر اللہ خان۔

مسجد کی وسعت

یہ مسجد اگرچہ اصل شہر سے ذرا فاصلہ پر واقع ہے۔ لیکن اس کے ساتھ زمین بڑی کافی ہے۔ میرے خیال میں پوری زمین ڈیڑھ ایکڑ کم نہ ہوگی۔ اس میں ایک سمت سے منزلہ مکان ہے جس میں امام صاحب رہتے ہیں۔ نیز ان کو دفتر ملنے کا کمرہ لکھانے کا کمرہ وغیرہ ہیں۔ دوسرے حصے میں مسجد واقع ہے جو زیادہ وسیع نہیں ہے۔ لیکن اچھی خوش وضع بنی ہوئی ہے۔ باقی ساری زمین بلخ کے لئے وقف ہے۔ بعض حصوں میں کچھ کی گھاریاں ہیں۔ وہ بہت خوشنما اور وسیع لان ہیں۔ اور ان کے کناروں پر ناشیاتی باغ اور بعض دوسرے حصوں کے درخت ہیں۔ مولانا فرزند علی صاحب نہایت خوش اخلاق اور نیک لوح بزرگ ہیں۔ فرزند علی صاحب کی بجا آوری کے علاوہ مسلمانوں کے جماعتی سیاسی کاموں میں بھی کافی وقت صرف کرتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے یہاں

میں نے اپنے مذہبی عقائد کی تبلیغ کریں۔

جناب ڈاکٹر یعقوب خان صاحب مرحوم کے حالات زندگی

میرے ابا جان ڈاکٹر یعقوب خان صاحب ورنیری اسٹنٹ انسپکٹر برسی برادر جمعہ ۱۳۳۵ء اس دار فانی سے رخصت ہو کر حقیقی حوالے سے جہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون مرحوم مدفون حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرلے اور مخلص صحابیوں میں سے تھے۔ اسلام کے بچے خادم اور اجماعیت پر دل و جان سے تیار تھے۔ حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی عاشق اور خاندان نبوت کے شید تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ میفرموا اللہ کے حکموں پر اپنی مال و جان و اولاد فدا و تیار کرنے تک دیر نہ کرتے۔ بلکہ فخر کا باعث سمجھتے اور راحت محسوس کرتے۔

اتفاق فی سبیل اللہ

برقاص و عام چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ تین صد روپے باہواریں سے صرف ایک صد روپے گھر والدہ صاحبہ کو فاسخی اخراجات کے لئے دیتے۔ اور باقی چندوں اور کچھ غریب لوگوں و اقرباء میں تقسیم ہواؤں پر صرف کرتے۔ اور فرماتے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہے۔ لہذا کسی کے دست میں خرچ کرنا ہوں۔ اگر کسی مولانا کو منظور ہوا۔ نوٹشہ قائلے کے خزانہ میں جمع ہوگا۔ اور وہ بیک دنیا کے تمام منکوں سے تمل و اعطی ہے۔

خلق خدا کی خدمت گزاری

اد کو ہمیشہ سادگی و دیانت داری محنت کشی۔ اور راستبازی کا سبق دیتے اسل موثر دیو میں ملازم ہے۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں۔ باوجود کئی نوہونے کے دفتر سے آکر گھر کا کام لپٹے لپٹے سر کرتے۔ دشمن سے آنو پیو لالتے۔ اگر بعض اوقات کوئی محلہ دار محتاج عورت ہمارے سامنے بیٹھی ہوتی۔ جس کا کوئی سودا وغیرہ لٹے والا نہ ہوتا۔ اور آپ اچانک درہ سے آجاتے۔ تو رو دی بھی داتا ستر کی نکان بھی نہ اتار تے۔ پیلے اس کا سودا خرید کر لائیے۔

خدا تعالیٰ کے انعامات

اللہ تعالیٰ نے انہیں دینی دنیاوی ہر ایک نعمت سے مالا مال کیا۔ اعلیٰ خاندان اور مسلمانوں کے گھر پیدا کیا۔ دینی دنیاوی علم دیا۔ عزت دی۔ رزق با فراغت اور عطا فرمایا۔ مضبوط ایمان دیا۔ اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ موجودہ وقت کے نبی کی شناخت دی۔ پرہیزگار اور تیرک موی عدا کی۔ متقی و صابر اور لود بخشی۔

حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیسک جس وقت سید احمد نور صاحب کابلی کابل سے ہجرت کر کے

دارالامان تشریف لائے۔ تو حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم میں ان کے نکاح کے لئے اعلان کر دیا۔ والد صاحب مونہ میں تھے اور اپنے ہاں اس وقت کوئی لڑکی قابل شادی نہ تھی۔ مگر میری بھوپھی صاحبہ کے گھر لڑکیاں تھیں۔ انہوں نے اجازت سے حضور کا ارشاد پڑھ کر ہی فی الفور لڑکی کے والدین سے مشورہ کئے بغیر حضرت اقدس کجذمت مبارک میں چھٹی نکھدی۔ کہ حضور کے حکم کے مطابق خاکسار اس مہاجر کو اپنی بھانجی کا رشتہ خدا کے لئے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرمائے۔ یہ خط لکھ کر سید سے جملہ تشریف لائے۔ بعد اپنی بہن و بہنوئی سے جو کچھ نکلنا چاہی تھے۔ تذکرہ کیا۔ کہ میں آپ کی لڑکی لائے اللہ کا رشتہ حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان پر ایک مہاجر کو جو کابھی کابل سے ہجرت کر کے آیا ہے۔ بغیر آپ لوگوں کی اجازت کے لے آیا ہوں۔ انہوں نے سر تسلیم خم کیا۔ اور دارالامان مکہ دیا گیا۔ کہ آپ لوگ آکر نکاح کر لیں اس پر سید احمد نور صاحب سے چند دوستوں کے آؤ اور نکاح کر کے لے گئے۔ قدرت الہی کا کاشمیر یہ ہوا کہ شادی ہو جانے کے بعد میری بھوپھی زاد بہن صرف نو ماہ ان کے گھر تندرہ رہی اور اور آٹھ ماہ کا لڑکا تولد ہونے پر انتقال کر گئی۔ پھر جب میری پیدائش ہوئی۔ تو اس لڑکی کے نام پر ابا جان نے میرا نام لائے اللہ رکھا۔

صبر و استقلال

دس سالہ بیماری میں ابا جان نے صبر و استقلال کا بہت اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

اولاد

ان کے ہم بچہ بہن بھائی پیدا ہوئے۔ تین بھائی اور دو بہنیں جن میں سے اس وقت ہم جن موجود ہیں۔ یعنی ایک میرے بڑے بھائی ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب مسلخ امریکہ جو کہ مجھ سے نو سال بڑے ہیں۔ اور ایک بھائی عاجزہ سے تین سال چھوٹا احمد حیات خان جو کہ ابوقت امریکہ اپنی بھائی صاحبہ کے ساتھ ہے۔ سب بڑھ کر میرے ساتھ انہیں محبت تھی۔

حضرت شیخ موعود سے ایک ملاقات

ایک دفعہ کا ذکر ہے والد صاحب تنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ میں مونہ سے خالص شہد کی دو بوتلیں بطور تحفہ لے کر حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے دارالامان گیا۔ آگے ایک اور آدمی بھی ملاقات کے لئے بیٹھا تھا۔ جب حضور تشریف لائے۔ تو اس شخص نے حضور کے ہاتھ پر تشریف پڑ رکھے۔ مگر حضور نے اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ اور جب میں نے دونوں بوتلیں پیش کیں۔ تو حضور خوش ہوئے۔ اور دیر تک اپنے بارگت کلمات سے فرحت سمجھتے رہے۔

وفات

تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ دس سال جو بیماری گزری۔ تو گورنمنٹ کی طرف سے معقول پینشن ملی رہی۔ جو کچھ ابھی ذکر میں سے دس سال کم تھے۔ اب ان کی وفات کے بعد پینشن بند ہو گیا ہے۔ مگر والدہ صاحبہ نے ان کا ماہوار چندہ بند نہیں کیا۔ لہذا یہی انشا بند کرنے کا ارادہ ہے۔ ان کی وفات کے وقت میرے دونوں بھائی موجود تھے۔ وہ امریکہ میں تھے۔ اس لئے حضرت والد صاحب کو ایک سال کے لئے بطور لمانت یہاں دفن کیا گیا۔ اب جو کچھ عنقریب انشاء دونوں بھائی واپس ہندوستان آئے ہیں۔ والد صاحب کی نعش کھدائے چاہا تو دارالامان میں لے جا کر دفن کیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ میرے بھائیوں کو تادیر سلامت رکھے۔ اور دین و دنیا میں کامیاب و باہر کرے۔ اور میرے ابا جان کو آخوش شفقت میں چھوڑے۔

خاک

امتہ اللہ بنت ڈاکٹر یعقوب خان صاحب مرحوم

قلوبک ان ضلع کو جزو الوطن

موجودہ لڑکی تحسین کی تنظیم قریباً تو یہاں ختم ہو چکی ہے بہتر صاحب نے اس تحسین میں دو دورے کئے۔ دوسرا دورہ نہایت کامیاب رہا ہے موضع نعلی میں سات کس نے بھیت کی۔ نئی تنظیم کے تحت تحصیل دزیر آباد میں پہلا باہواری اجلاس بمقام قلعہ ننگیاں منعقد کیا گیا۔ ارد گرد کے تمام احمدی احباب شامل ہوئے۔ ضلع گوجرات کے بھی چند سوزو احباب تشریف لائے گوجر اول شہر اور تحصیل سے بھی پندرہ میں دورت گئے۔ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ موضع ننگیاں کے غیر احمدی کثرت کے شرکاء اجلاس ہو کر تقریب منائے۔ اس موضع میں صرف دو گھر احمدیوں کے ہیں۔ جلسہ کا تمام انتظام انہوں نے خود کیا۔ جو کہ نہایت اچھا تھا۔ باہر سے آنوالے احباب کے کھانے کا انتظام بھی انہوں نے کیا جس کے لئے وہ شکر کے مستحق ہیں پہلا اجلاس پانچ بجے بعد دوپہر شروع ہو کر پانچ بجے ختم ہوا۔ اس اجلاس کے پیڈیٹنٹ چوہدری احمد الدین صاحب لیڈر رجرات تھے۔ قرآن کی تلاوت اور نعت خوانی کے بعد خاکسار نے ضلع کی تبلیغی تنظیم کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ اور مولوی ظہور حسین صاحب نے احمدیت اور اسلام پر اور حافظ غلام رسول صاحب نے آئیو اے مہدی کے نشانات پر تقریریں کیا۔ بالآخر صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجلاس ختم کیا۔ دوسرا اجلاس اپنے بچے رات کے خاکسار کی صدارت میں شروع ہوا۔ حافظ غلام علی صاحب نے بادی نے وفات شیخ پر تقریر فرمائی۔ اور اعتراضات کا موقرہ دیا گیا ایک غیر احمدی صاحب نے چند اعتراضات کئے۔ جنکو جوابات مولوی ظہور حسین صاحب نے دئے۔ اس کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب اور شیخ محمد تشریف لائے نے ختم نبوت اور صداقت شیخ موعود پر مدلل تعاریر کیں۔ اور بالآخر خاکسار نے میاں امام الدین صاحب کے قلعہ ننگیاں کا جنہوں نے نہایت فراخ دل

موجودہ لڑکی تحسین کی تنظیم قریباً تو یہاں ختم ہو چکی ہے بہتر صاحب نے اس تحسین میں دو دورے کئے۔ دوسرا دورہ نہایت کامیاب رہا ہے موضع نعلی میں سات کس نے بھیت کی۔ نئی تنظیم کے تحت تحصیل دزیر آباد میں پہلا باہواری اجلاس بمقام قلعہ ننگیاں منعقد کیا گیا۔ ارد گرد کے تمام احمدی احباب شامل ہوئے۔ ضلع گوجرات کے بھی چند سوزو احباب تشریف لائے گوجر اول شہر اور تحصیل سے بھی پندرہ میں دورت گئے۔ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ موضع ننگیاں کے غیر احمدی کثرت کے شرکاء اجلاس ہو کر تقریب منائے۔ اس موضع میں صرف دو گھر احمدیوں کے ہیں۔ جلسہ کا تمام انتظام انہوں نے خود کیا۔ جو کہ نہایت اچھا تھا۔ باہر سے آنوالے احباب کے کھانے کا انتظام بھی انہوں نے کیا جس کے لئے وہ شکر کے مستحق ہیں پہلا اجلاس پانچ بجے بعد دوپہر شروع ہو کر پانچ بجے ختم ہوا۔ اس اجلاس کے پیڈیٹنٹ چوہدری احمد الدین صاحب لیڈر رجرات تھے۔ قرآن کی تلاوت اور نعت خوانی کے بعد خاکسار نے ضلع کی تبلیغی تنظیم کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ اور مولوی ظہور حسین صاحب نے احمدیت اور اسلام پر اور حافظ غلام رسول صاحب نے آئیو اے مہدی کے نشانات پر تقریریں کیا۔ بالآخر صاحب صدر نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجلاس ختم کیا۔ دوسرا اجلاس اپنے بچے رات کے خاکسار کی صدارت میں شروع ہوا۔ حافظ غلام علی صاحب نے بادی نے وفات شیخ پر تقریر فرمائی۔ اور اعتراضات کا موقرہ دیا گیا ایک غیر احمدی صاحب نے چند اعتراضات کئے۔ جنکو جوابات مولوی ظہور حسین صاحب نے دئے۔ اس کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب اور شیخ محمد تشریف لائے نے ختم نبوت اور صداقت شیخ موعود پر مدلل تعاریر کیں۔ اور بالآخر خاکسار نے میاں امام الدین صاحب کے قلعہ ننگیاں کا جنہوں نے نہایت فراخ دل

عراق ریلوے

اسلام کے مقدس مقامات - نجف - کربلا - بغداد کا تعلق اور سارہ کی زیارت کے لئے عراق ریلوے سے زیادہ آرام دہ سب سے زیادہ کم فاصلہ اور سب سے زیادہ کم خرچ راستہ ہے۔ مکہ - مدینہ - اور شہر کو جاتے ہوئے یا واپس آتے ہوئے عراق کے مقدس مقامات کی زیارت کریں اور اس طرح دو مختلف زیارتوں کے اثرات سے بچیں۔ زائرین کے لئے خاص سہولتیں اور تخفیف شدہ کرائے رکھے گئے ہیں۔ سینیٹل کوپن ٹکٹ جو ایک سو پچاس یوم کے لئے قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ پچاس کلوڈ وزن بھی لیا جاسکتا ہے۔ حسب ذیل شرح پر دستياب ہو سکتے ہیں۔

بصرہ سے کربلا - وہاں سے کاظمین (بغداد) اور وہاں سے بصرہ سیکندہ کلاس - ۶۳۱/۶۲۰ تقریباً کلاس - ۳۰۰ مذکورہ بالا سفر میں اگر سالہ اور وہاں سے واپسی بھی شامل کی جائے تو سیکندہ کلاس - ۶۲۱/۶۱۰ تقریباً ۲۲۱/۲۱۰ میں سال سے کم عمر کے بچے مفت اور ۱۲ سالہ کم عمر کے بچے نصف کرایہ عراق کے کسی اسٹیشن تک جانے اور اتنے کیلئے کھڑے ٹکٹ بھی مل سکتے ہیں۔ بصرہ سے کربلا میں کھڑے کاراستہ ہے۔ اور بصرہ سے بغداد ۱/۱۰ گھنٹہ کا راستہ۔ تمام اہم مقامات مقدسہ درمیان روزانہ ریل گاڑیاں چلتی ہیں۔

بغداد سے براستہ موصل (جنی پونس) نصیبین - البیوتک پیر وہاں سے استنبول براستہ دمشق اور شام - پورٹ سعید قاہرہ اور سوئز سے جدہ - مکہ - مدینہ جانے کے لئے اول اور دوم درجہ کے مسافروں کے لئے ہفتہ میں دو بار ہفت روزہ گاڑی اور موٹر سائیکل کا انتظام ہے۔ ٹکٹ - مفت پمفلٹ - اور تمام معلومات حسب ذیل بیوروں پر دریافت کی جاسکتی ہیں۔

- ۱۱) جناب مولوی محمد باقر جی حاجی دیو جی کا سفر خانہ جیل روڈ عکراہدی بستی
- ۱۲) مشائی - ای - لوبٹا کوئی دادا - مانڈوی بمبئی
- ۱۳) آنریری سکریٹری فینس بھنگی - پالا گلی - بمبئی
- ۱۴) مرطیب حاجی رحمت اللہ - گھارا ڈور - کراچی
- ۱۵) مسٹر بھرا علی - عیسی جی - نیپیر روڈ کراچی
- ۱۶) آنریری سکریٹری فینس بھنگی گوڈی گارڈن کراچی
- ۱۷) میر زمر زاید میری اینڈ کمپنی - پی - او بکس ۶۹ لاہور
- ۱۸) میسرز نظامیہ مسلم ایکسپریس کمپنی خدا اول اور حیدر آباد کوٹ

یا
دی ایجنٹ گورنمنٹ پلورینٹ
عراق امر حید بلنگ بیسٹ
بمبئی



جن کے بچے جو ٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل کر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نور الدین صاحب نے ایک جگہ کی مجرب محافظہ اٹھرا گولیاں الیکٹرک حکم رکھتی ہیں یہ گولیاں آپ کو مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گولوں کا پورا رخ نہیں۔ جو ان کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خانی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لائق گولیوں کے استعمال سے بہ زمین اور خوبصورت اثرات کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹٹک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولد ایک روپیہ چار آنہ (دو روپیہ) بشرط حال سے انحراف حد تک قریباً اتولہ خرچ ہوئی ہیں ایک فدیہ منگو اپنی تولد ایک روپیہ لیا جائیگا۔

حب مقوی اعصاب فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد - درد کمر - تمام بدن کا درد - ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے میں توفیق دیتا ہے۔ رنگ سرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے بھی خاص علاج ہیں۔

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ
سلنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دو خانہ رحمانی قادیان

دیکھیے لوگ انگریزی کس طرح یلا استاد دیکھ رہے ہیں

جناب صاحب محترم خلیل صاحب
میں - بچے ایک زمانہ سے انگریزی سیکھنے کا شوق تھا۔ لیکن میری بھولپن نہ آتی تھی۔ جب میں نے جدید انگلش ٹیچر کا شمار پڑھ کر اسے منگوایا۔ تو استاد کا نام - انگریزی ٹیچر دیا۔ اتنی لیاقت ہو گئی۔ کہ انگریزی میں ہر ایک کام کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہوں۔ جس کے لئے مصنف کا بے حد شکر ہوں۔

۱۲) جمعہ ارچوٹی لعل صاحب چھاؤنی کوہاٹ - جدید انگلش ٹیچر بہت ہی مفید ثابت ہوا۔ فقور سے دنوں میں کافی لیاقت حاصل کر لی اگر آپ اس کتاب کی قیمت ایک سو روپیہ بھی رکھتے۔ تو بھی فقور ہی ہوتی۔

۳۰۲ صفحے دو سرا ایڈیشن قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ
موصولہ ایک ناپسند ہو۔ تو کل قیمت واپس
قریب درز (جدید الف) شکلہ

اردو نثر طہنہ

مختصر روایتی اسکینا
سٹریٹی - ایم - بہتہ - ایف - ایس - ڈی - ایس - سی - ٹی - ایس
ڈی (انگلیش) ایم - آئی - ایس - ڈی - ایم (پیرس) پرنسپل صاحب
انڈین کار سپونڈنس کا لٹریچر کی تازہ تعینات - معرفت و سائنس
سینک کوزہ میں دریا - کتاب مجلہ خوبصورت - قیمت حصہ اول
مبلغ ایک روپیہ چار آنہ موصولہ ایک بذمہ خریدار
میانچر اردو نثر طہنہ ایک ڈپو - بٹالہ (پنجاب)

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوائی اکیسریسٹ ولادت مستورات کے لئے
خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ بلا تامل منگاؤ۔
اور اس کے خدا داد اثر کا مشاہدہ کرو۔ کہ کس طرح ولادت کی
فازگ اور مشکل گولیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں قیمت معہ وصول
ڈاک پانچ - سلنے کا پتہ

منجھرتفا خا دلپزیر سلانوالی ضلع سرگودھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک مغرب کی خبریں

لندن سے ۲۶ اکتوبر کی خبر ہے کہ مسٹر گاندھی اور سر آغا خان کے درمیان گفت و شنید کی بنا پر ہندو مسلم بھکت و تمحیص پر شروع ہو جائیگی۔ سر آغا خان کی اس رائے سے مطلع ہونے کے بعد مسلم وفد نے کہا مسلمان ہمیشہ گاندھی اور ہندو مندوبین کے ساتھ گفتگو کے لئے تیار ہیں۔

۲۶ اکتوبر کو گول میز کے بعض سرکردہ مندوبین کے درمیان سرسری گفت و شنید ہوئی۔ اکثر نے محکمہ فوج کو ہندوستانی وزیر کی تخیل میں دینے کی حمایت کی اور بتایا کہ وزیر مذکورہ کو فوجی حکمت عملی اور فوجی انتظام میں کس قدر اختیارات حاصل ہوں گے۔

۲۶ اکتوبر کو مسلم وفد کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں فیڈریشن کمیٹی کے کام کے متعلق غور و خوض کیا گیا۔ مسلم وفد نے اپنے سابقہ تقریر کی تائید کی۔ اور کہا کہ جب تک اقلیتوں کے مسئلہ کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے۔ دوسرے سوالات پر بحث نہیں کی جاسکتی۔

لندن سے ۲۷ اکتوبر کا پیغام منظر ہے۔ کہ جہاں پارلیمنٹ کا ابتدائی اجلاس ۳ نومبر کو ہوگا۔ جس میں سپیکر منتخب کیا جائے گا۔ اور ارکان سے حلف و فاداریا لیا جائیگا۔ ۱۰ نومبر کو ملک معظم سرکاری طور پر رسم افتتاح ادا کرتے ہوئے تقریر کریں گے۔

انجمن اسلامیہ امرتسر نے اپنے ایک اجلاس میں راد ٹڈ ٹیل کا نفرنس کے مسلم ڈیپٹیوں پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ مسلم نیشنل پارٹی مسلمانوں کی نمائندہ نہیں۔ اور نہ ہی قوم کو اس پر کوئی اعتماد دینا۔ زمیندار نے لکھا تھا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب غزنوی نے سرسری نگر میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مجلس احرار نے کثیر کمیٹی کی نسبت بہت زیادہ کام کیا ہے۔ مولانا نے برقی پیغام کے ذریعہ اس کی تردید کی ہے۔

۲۷ اکتوبر کو لاہور پولیس کو ایک منبر نے اطلاع دی۔ کہ آج تین بجے جب محکمہ پی۔ ڈیو۔ ڈی کا چیر اسی نیشنل بینک سے روپیہ لے کر نکلیگا۔ تو دو مسلح نوجوان اس پر حملہ کر کے روپیہ چھینے جائیں گے اس پر پولیس نے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔ اور جب

دونوں ملزم سائیکلوں پر چراسی کے اسٹار میں ادھر ادھر منڈلاتے پھر رہے تھے۔ تو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان ہے۔ دونوں نوجوان بھارت سبھا کے ممبر ہیں۔ دونوں کے پاس سے برطانوی ساخت کے ہیرے ہونے ریو اور برآمد ہوئے۔

ممبئی سنگھ سے ۲۶ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ محکمہ ڈاک کا ایک ہرکارہ سیشن سے ڈاک لے جا رہا تھا۔ کہ تین مسلح نوجوانوں نے ریو اور سے حملہ کر کے اس سے قبیلے چھین لئے اور بھاگ گئے۔

اکالی دل نے اعلان کیا ہے کہ ڈسک کے لئے آئندہ جتنے ضلع وار بیچے جائیں گے۔ دو جتنے پکڑے جا چکے ہیں۔ تیسرا رستہ میں ہے۔ جو تقاریر کر کے اکالیوں کا دس نومبر کو روانہ کیا جائیگا۔ اس کے بعد ۱۴ لغایت ۱۲ دسمبر متواتر جتنے روانہ ہوں گے۔

نئی دہلی سے ۲۷ اکتوبر کی ایک اطلاع ہے کہ مسٹر منرو برسر کو کو فوری لکھنؤ تک کے لئے لاہور ہائی کورٹ کا ایڈیشنل جج مقرر کیا گیا ہے۔

لندن سے ۲۶ اکتوبر کی ایک اطلاع ہے کہ مسٹر جیکو مسر سپرو۔ سر مرزا اسماعیل اور بعض دیگر ارکان گول میز ۱۳ نومبر کو لندن سے روانہ ہو جائیں گے۔

لندن کے اخبار ڈینی ہیرلڈ نے لکھا ہے کہ ہند نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب تک مسلمان اور دیگر اقلیتوں کو مطمئن نہ کیا جائیگا۔ اس سوال پر کوئی بحث شروع نہ کی جائیگی کہ ہندوستان کو کتنی ذمہ داری دی جائے یا اس پر کتنی قیود عائد کی جائیں۔

لندن سے ۲۷ اکتوبر کو رائٹ نے تار دیا ہے۔ کہ آج سر سپر فیڈریشن کمیٹی کے اجلاس میں آئندہ فوری پروگرام پر لارڈ سائمنی نے تقریر کی۔ لیکن سر محمد شفیع نے صاف کہہ دیا۔ کہ جب تک اقلیتوں کے مسئلے کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ مسلمان ایسے مباحث میں کوئی حصہ نہیں لے سکتے۔

افضل کے گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ رسول انجینئرنگ کالج کے داخلہ کے لئے مقابلہ کا امتحان یکم لغایت ۵ نومبر کو ہوگا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ یہ امتحان یکم لغایت ۵ دسمبر تک ہوگا۔

لندن سے ۲۸ اکتوبر کا تار منظر ہے کہ آج صبح نتائج انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ برطانیہ میں دوبارہ قومی حکومت قائم ہو گئی۔

لاہور سے ۲۸ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق ۲۹ مسلمانوں پر مشتمل پبلک آفیسر ۲۹ اکتوبر کو براہ راولپنڈی حدود کشمیر میں داخل ہونے کی کوشش کریگا۔ دو لیڈرجوں کے رستے بھی جا رہے ہیں۔

ڈھاکہ سے ۲۸ اکتوبر کی خبر ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ساڑھے بارہ بجے دفتر سے گھر آتے ہوئے ایک دوکان کے باہر اپنی موٹر کھڑی کی۔ کہ معائنہ پر فائر شروع ہو گئے۔ ایک گولی دائیں آنکھ سے ہو کر جڑے میں جا بیٹھی۔ اور دوسری گولی چھاتی کے دائیں طرف لگی۔ اور تیسری منہ پر۔ راہ گزروں نے حملہ آوروں کا تعاقب کیا۔ مگر وہ بھاگ گئے۔

جوں کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ہندو خواہ مخواہ مسلمانوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ انہوں نے اچھوتوں سکھوں اور بھارتوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ ان تینوں قوموں ہندوؤں اپنی کامل علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے۔

معلوم ہوا ہے حکومت پنجاب نے نوکل سیلف گورنمنٹ، نے میونسپل ایجوکیشنل آفیسر ز ایکٹ لاہور امرتسر۔ سیالکوٹ۔ ملتان۔ بھوانی۔ انبالہ۔ لادھیانہ۔ اور کیم کرن میں نافذ کرنے کا اعلان گورنمنٹ گزٹ میں کر دیا ہے۔

تحریک خلافت کے ابتداء میں سرگرمی سے حصہ لینے والے سیٹھ جھوٹانی کا بمبئی میں انتقال ہو گیا۔

امریکہ سے سونا بربہ فرانس جا رہا ہے۔ چنانچہ ۲۶ اکتوبر کو صرف ایک جہاز سے ۵۰ لاکھ پونڈ مالیت کا سونا بھیجا گیا۔

گورنر پنجاب نے ۲۸ اکتوبر کو ڈیرہ غازی خان میں ایک دربار منعقد کیا۔ میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ نے ایڈریس دئے۔

۲۸ اکتوبر کو دہلی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا۔ سر وارنٹیل صدر تھے۔ کئی ریزولوشنز پاس کئے گئے۔ جن میں کرنسی اور شرح تبادلہ کے متعلق حکومت کی پالیسی کی مذمت کی گئی۔ ٹک پرنسپل ٹیکس لگانے کی تجویز کی مخالفت کی گئی۔ اور قرار پایا۔ کہ جو جج کانگریس کے انتخابات چند ماہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لئے جنرل انتخابات جنوری ۱۹۲۰ تک ملتوی رکھے جائیں۔